بسم اللہ الرحمن الرحیم

درسِ علم و عرفان

مولانا عبدالقیوم حقانی

القاسم اکیڈمی • جامعہ ابوھریرہ
برانچ پوسٹ آفس خالق آباد ضلع نوشہرہ

Marfat.com

Marfat.com

19

درسِ علم و عرفان

مولانا عبدالقیوم حقانی

ذخیرہ

درسِ علم وعرفان' ایک مختصر علمی وادبی بلکہ روحانی وانقلابی اور اصلاحِ باطن میں مؤثر رسالہ میں ہے جس میں قارئین کو اس داخلی مدرسہ ایمان ویقین میں داخلہ کی دعوت ہے جب بھی چاہیں جس وقت بھی چاہیں گردن جھکالیں اور داخلی مدرسہ سے استفادہ کرلیں ......

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکالی دیکھ لی

❀ ❀ ❀

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ
برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان

2005

Marfat.com

جملہ حقوق بحق القاسم اکیڈمی محفوظ ہیں

84334

نام کتاب .... درسِ علم و عرفان

تصنیف .... مولانا عبدالقیوم حقانی

کمپوزنگ .... جان محمد جانؔ ' رُکن القاسم اکیڈمی

ضخامت .... 75 صفحات

تعداد 1000

طباعت اوّل .... ربیع الاوّل ۱۴۲۶ھ/ اپریل 2005ء

قیمت .... 66 روپے

ناشر .... القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان

ملنے کے پتے

☆ صدیقی ٹرسٹ' صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس 458 گارڈن ایسٹ، نزد لسبیلہ چوک کراچی

☆ مولانا سید محمد حقانی ' مدرس جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد، ضلع نوشہرہ 0333-9158477

☆ کتب خانہ رشیدیہ ' مدینہ کلاتھ مارکیٹ ' راجہ بازار ' راولپنڈی

☆ مکتبہ سید احمد شہید ' ۱۰ الکریم مارکیٹ ' اردو بازار ' لاہور

☆ زم زم پبلشرز ' نزد مقدس مسجد ' اردو بازار ' کراچی

☆ مولانا خلیل الرحمٰن راشدی صاحب' جامعہ ابوہریرہ' چنوں موم ضلع سیالکوٹ

اس کے علاوہ اکوڑہ خٹک اور پشاور کے ہر کتب خانہ میں یہ کتاب دستیاب ہے

Marfat.com

فہرستِ مضامین

درسِ علم و عرفان

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
پیشِ لفظ	۵	غیر اللہ کی عبدیت سے آزادی	۲۰
درسِ علم و عرفان	۹	وکیل اور کارسازِ حقیقی	۲۰
نسبتِ ذُلّ و افتقار	۱۰	اندھیرا اور اُجالا دونوں برابر نہیں ہو	
آسمانی ہدایات کا خُلاصہ	۱۱	سکتے	۲۱
دینِ حق کا پیغامِ برحق	۱۲	عبادت و استمداد	۲۲
سرِ نیاز کس کے سامنے جھکے	۱۳	ہدایتِ راہِ مستقیم	۲۲
موجوداتِ عالم سے استغنائے تام	۱۴	اہلِ ایمان کی راہ	۲۳
حقیقتِ عبادت	۱۶	چند اور آیتیں	۲۳
نماز، عبدیت کا ایک مظہر ہے	۱۶	جوہرِ لاقیمت	۲۴
حضوریٔ قلب کے ساتھ حاضری	۱۷	مشاہدۂ جمال و کمال اور عظمتِ معراج	۲۵
تمام محامد و محاسن کی سزاوار ذات	۱۸	خدا بس ایک ہی ہے	۲۵
مومنین کے ساتھ خاص تعلق	۱۸	نعم المولیٰ و نعم النصیر	۲۶
لا کی تلوار	۱۹	صبر و شکر، راہِ اعتدال	۲۷

Marfat.com

عنوان	صفحہ
تفویضِ کامل	۲۷
جودِ محض	۲۷
تفویضِ کامل کا مقام	۲۸
بھلائی اللہ کے ہاتھ میں	۲۹
عارف کی تعریف	۲۹
مقامِ رضا	۳۰
قبولیتِ دعا کی ایک صورت	۳۱
کامل توجہ	۳۲
توکل کی تعریف	۳۳
توکل، باطنی عمل ہے	۳۴
فعل کی تخلیق اور اسباب	۳۴
توکل، تعطل کا نام نہیں	۳۵
رزق کا مسئلہ	۳۵
تقسیمِ رزق میں عموم ہے	۳۶
رزق کی ذمہ داری اللہ نے لی ہے	۳۷
حقِ عبدیت کی ادائیگی	۳۸
مرزوق نہیں، رزق کی بے چارگی	۳۹
طلبِ رزق میں اجمال	۳۹
معاملہ فضل پر منحصر ہے	۴۰
دنیا کی حقیقت	۴۰
متصرف حقیقی، حق تعالیٰ ہے	۴۲
صبر واستقامت	۴۲
مصائب کب آسان ہو جاتے ہیں	۴۳
رزق و معاش اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں	۴۴
جب ایمان، اذعان اور ایقان کی دولت نصیب ہو	۴۵
زحمت میں رحمت کا راز	۴۶
شدائد پر شکر	۴۶
سختیٔ غم اور غلبۂ تجلی	۴۷
انسِ قرب سے ادراکِ الم مفقود	۴۸
قطرۂ غم کی قدر و قیمت	۴۸
وہی کرتا ہوں جو میں چاہتا ہوں	۵۰
مجھے طبیب نے بیمار کیا	۵۰
ضربِ مولیٰ کی لذت	۵۱
تم تو ہماری آنکھ کے سامنے ہو	۵۲

Marfat.com

عنوان	صفحہ
حضورِ اقدس ﷺ نے وجد فرمایا	۵۲
اللہ کے پسندیدہ اور برگزیدہ بندے	۵۳
ایک کلّی نفسیاتی قانون	۵۳
قرآن میں صابرین کا ذکر	۵۴
صابر سے محبت و معیت	۵۵
صبر ایک مضبوط ڈھال ہے	۵۶
صابرین کے لئے بغیر حساب اجر	۵۶
صابرین کے لئے بشارت	۵۷
دردِ دل	۵۷
حق تعالیٰ بلا کے ذریعہ خبرگیری	۵۹
کرتے ہیں	۵۹
صبر کا ادب	۵۹
مصیبت کو چھپایا جائے	۶۰
توافق بالقضاء	۶۱
راحتِ کبریٰ	۶۱
استعانت کا چوتھا طریقہ	۶۲
دنیا کی حقیقت	۶۲
اسماء باری تعالیٰ	۶۳
صبر و شکر کے برکات	۶۳
مصیبت میں ضروری احتیاط	۶۴
راحت میں فکری بیداری	۶۴
نعمت کو شکر کی زنجیروں سے قید کرو	۶۵
ازدیادِ نعمت میں شکر کا دخل ہے	۶۶
شکر، جالب و حافظِ نعمت ہے	۶۶
عجیب انسانی فطرت	۶۷
نعمتِ رفع اور نعمتِ دفع	۶۸
نعمتِ توفیق اور نعمتِ عصمت	۶۸
شکر کی حقیقت	۶۹
توبہ کے برکات	۷۰
رجا اور خوفِ خدا	۷۱
اللہ کے ہر حکم پر راضی رہنا چاہئے	۷۲
خلاصۂ بحث	۷۲
توحید کی حقیقت	۷۳
بدعت کی نحوست	۷۳
بندگی	۷۴

☆☆☆☆☆

☆☆☆

Marfat.com

پیش لفظ

الحمد لحضرة الجلالة والصلوٰة والسلام علی خاتم الرسالة

''درسِ علم وعرفان'' قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔ مقصد صرف اشاعتِ کتاب نہیں، بلکہ ہدف فروغِ علم وعمل اور غلبۂ تعلیم وتربیت ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے پڑھنے والے قارئین خواہ وہ کسی بھی طبقہ سے ہوں، ان کی دینی و علمی اور روحانی وعرفانی شخصیت کی تشکیل ہو، ان کی شخصیت میں بھی جامعیت، بلندیٔ فکر و خیال، سوز، درد، کشش اور جاذبیت پیدا ہو، ان تمام اُمور کا حصول، زندگی کے اس رُخ سے ہے، جسے ہم ''یقین وایمان'' یا ''علم وعرفان'' کہتے ہیں۔

کسی شخصیت کے بنانے اور سنوارنے میں اگرچہ مروّجہ نصاب و نظامِ تعلیم، عصرِ حاضر کے تعلیمی اداروں، جامعات اور یونیورسٹیوں، دینی مدارس اور دارالعلوموں علوم عصریہ و جدیدہ، اور اسفار و مشاہدات کا دخل ضرور ہے، بلکہ بعض حالات میں ناگزیر بھی ہے، مگر ماہر اساتذہ اور عالمی تعلیمی اداروں کے علم وفن سے سیرابی، مغربی فلسفۂ اجتماع، اخلاق و سیاست اور معیشت میں تخصص و کمال پر قناعت، علوم جدید و قدیم پر عمیق نظر اور جدید ترین تعلیمی اداروں کے پھلوں سے استفادہ کے بعد آدمی مطمئن ہوکر صرف علمی وفنی اُمور کے حلاوت ومزہ سے لطف اندوز ہوتا رہے، تو پھر کبھی بھی اسلام کا مطلوبہ مسلمان، نبیؐ کے مشن کا علمبردار، داعی باکمال اور اتحادِ اُمت اور وحدتِ ملت کا ترجمان نہیں بن سکتا۔

Marfat.com

ایسے شخص کو نہ تو ادبِ اسلامی اور اس کی تاریخ میں کوئی مقام ملتا ہے، اور نہ علمی قیادت وعظمت، فکرِ زعامت اور اسلامی ذہن ان کے لئے اپنا دامن وسیع کرتا ہے اور نہ زمانہ ایسے افراد کو بلند مقام پر بٹھا کر ان پر فخر محسوس کرتا ہے۔ محض درس وتدریس، علوم میں تنوع وجامعیت، کثرتِ تصنیف وتالیف، علمی موشگافیوں میں دلچسپیوں سے آدمی کو زیادہ سے زیادہ فلسفہٗ معاشیات، ادب اور تاریخ میں ایک ماہر استاد اور پروفیسر کی جگہ تو مل سکتی ہے۔ ایک بلند پایہ مصنف' علوم عصریہ کے ماہرِ فن، صاحبِ اسلوب ادیب' ایک اچھے شاعر' ایک کامیاب بیرسٹر' ایک منجھے ہوئے سیاستدان' ایک اچھے جج' یا حکومت کے ایک اچھے وزیر کا منصب تو مل سکتا ہے، لیکن یاد رکھئے، زمانہ ایسے لوگوں کو ویسے ہی بھلا دیتا ہے، جس طرح دنیا کے بڑے بڑے علماء، ادباء، شعراء، وکلاء، مصنفین اور حکومتوں کے وزراء کو آج زمانے نے گوشۂ عزلت اور گمنامی میں ڈال دیا ہے۔ آج کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون تھے؟ اور کیا تھے؟ مگر اسلام کو ہر زمانے بالخصوص موجودہ دور میں ایسی شخصیت مطلوب ہے، جس کی ذہانت وعبقریت' جس کا زندۂ جاوید پیغام، اور ان کی ذہنوں اور دلوں کو تسخیر کرنے کی طاقت وکشش ہر دور میں مسلم اور اُمتِ مسلمہ کے لئے باعثِ احیاء ہو، ایسے فضائل اور بلندیاں، ایسی عظمتیں و رفعتیں، مذکورہ دنیاوی تعلیمی اداروں سے جدا، ایک ''دوسرے تعلیمی ادارے'' سے ملتی ہیں، جس میں ایک عبقری شخصیت ایک داعی وباکمال شخصیت تعلیم وتربیت حاصل کرتی بڑھتی اور پروان چڑھتی ہے۔

وہ ایک ایسا ''ادارہ'' ہے کہ جس نے بھی اس ''ادارہ'' میں تعلیم وتربیت حاصل کی، ناکامی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جو وہاں سے نکلا، وہ ضائع نہیں ہوسکتا، وہ ایسا ادارہ ہے کہ جہاں سے صرف ائمہٗ فن، مجتہدینِ فکر، واضعینِ علوم، قائدینِ فکر و اصلاح اور مجددینِ اُمت ہی پیدا ہوتے ہیں، وہ جو کچھ لکھتے ہیں، اس کے سمجھنے میں

Marfat.com

عام مدارس اور یونیورسٹیوں کے طلباء واساتذہ مشغول رہتے ہیں۔ان کی لکھی ہوئی چیزیں درس کے طور پر پڑھائی جاتی ہیں، ان کی تصنیفوں کی شرحیں لکھی جاتی ہیں۔ان کے اجمال کی تفصیل کی جاتی ہے۔ان کے ثابت شدہ نظریات کی تائید وتشریح ہوتی ہے، ان کے ایک ایک لفظ پر کتابیں لکھی جاتی ہیں، اوران کی ایک ایک کتاب سے پورا پورا کتاب خانہ تیار ہو جاتا ہے۔وہ ایک ایسا ادارہ ہے، جہاں تاریخ پڑھائی نہیں جاتی بلکہ تاریخ بنائی جاتی ہے۔وہاں افکار ونظریات کی تشریح وتوضیح نہیں ہوتی، بلکہ افکار و نظریات وضع کئے جاتے ہیں۔وہ دل کا مدرسہ اور ضمیر و وجدان کا دبستان ہے۔وہ ایک ایسا مدرسہ ہے جہاں روحانی پرداخت اورالٰہی تربیت ہوتی ہے۔

اس مدرسہ میں داخلہ کے بعدان کواوّل ہی دن جو حاصل ہوتا ہے، وہ ''ایمان ویقین'' ہے۔یہی یقین ان کا سب سے پہلا مربی اور مرشد ہےاور یہی ان کی طاقت و قوت اور حکمت وفراست کا منبع اور سر چشمہ ہے، یہ ''یقین'' عقیدہ ومحبت کا ایک ایسا حسین امتزاج ہے، جوان کے قلب ووجدان، ان کی عقل وفکر، ان کے ارادہ وتصرف' ان کی دوستی ودشمنی، غرضیکہ ان کی ساری زندگی پر چھایا ہوا ہے۔

''درسِ علم وعرفان'' اپنے قارئین کواس داخلی مدرسۂ ایمان ویقین میں داخلہ کی دعوت ہے۔جب بھی چاہیں، جس وقت بھی چاہیں، گردن جھکالیں اور داخلی مدرسہ سے استفادہ کرلیں ....

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار جب ذرا گردن جھکالی دیکھ لی

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و الہٖ و صحبہٖ اجمعین

عبدالقیوم حقانی

صدر ''القاسم اکیڈمی'' جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

ربیع الاوّل ۱۴۲۶ھ/ اپریل 2005ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ علم و عرفان

مادیات اور اسباب و وسائل کی اس دنیا میں انسان کی نظر وسائل پر رہ کر محدود ہو گئی ہے بلکہ رب الوسائل سے بھی ہٹ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، توحید، عظمت، وحدت، قدرت کا صرف تصور باقی رہ گیا ہے۔ عملاً قلبی رشتے اور تعلقِ خاطر کا رخ مخلوق کی طرف مڑ گیا ہے۔ بندگی و عبادت اور دعا و ابتہال کی مطلوبہ کیفیات، سلفِ صالحین کے فکر و عمل اور ان کی رنگینیٔ کردار کا ایک حصہ اور زیبِ داستان کا طاقِ نسیان بن چکا ہے۔ ایسے میں ضرورت ہے بلکہ شدید ضرورت کہ مخلوق سے ہٹ کر خالق سے تعلق جوڑا جائے اور تمام سجدوں سے نجات کیلئے ایک ہی ایسا سجدہ اختیار کیا جائے کہ ہزار سجدوں سے نجات مل جائے۔ ذیل کا سلسلۂ تحریر بھی اسی فکر و عمل کے تخیل کی تکمیل ہے۔ اللہ کریم قبول فرماوے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسان اپنی مختصر حیات کے اوقاتِ مستعار میں کائنات میں موجود تمام اشیاء کے تغیّر و تبدّل، قیام و فنا اور تغیر و حدوث کا خوب مشاہدہ کرتا ہے، پرکھ پرکھ کر، آنکھیں کھول کھول کر، ہر زاویہ فکر سے اور عقل و دماغ کی ہمہ وجدانی صلاحیتوں سے جب اسے یقین ہو جاتا ہے کہ کائنات میں مسلسل ایک دائمی تغیّر جاری ہے۔ دُنیا میں موجود کوئی چیز بھی ساکن اور باقی نہیں۔ کسی کے وجود کو بھی بقا و استحکام حاصل نہیں۔ بظاہر سکون و ثبات جو نظر آتا ہے یہ بھی فریبِ نظر ہے۔ کاروانِ وجود کو کہیں بھی استقرار اور قیام نہیں، ہر ذرۂ کائنات میں ایک تڑپ سی نظر آتی ہے۔ شانِ وجود ہر لمحہ تازہ اور نمایاں صورت میں نظر آتی ہے۔ تجلیٔ جلال ہر شی پر ہر لحظہ فنا طاری کر رہی ہے اور تجلیٔ جمال ہر لمحہ وجود بخش رہی ہے۔

نسبتِ ذُلّ و افتقار :

اشیاء کے اس تغیّر و تبدّل، کوین و حدوث، استحکام و ہلاک اور وجود و

فنا کی جہتیں جب چشمِ بصیرت رکھنے والے انسان پر واضح ہوتی اور نکھرتی ہیں، تو طبعاً اور فطرتاً مجبور ہوتا ہے کہ اپنے فطری فقر و احتیاج، نیاز مندی و استمداد کے پیشِ نظر ذلّ و افتقار، غایتِ محبت و اعتقاد اور عبدیت و بندگی کی نسبت جو اُن (تغیر و زوال پذیر) موجودات و مخلوقات سے قائم کر رکھی تھی۔ وہ فوراً زائل ہو جاتی ہے بلکہ فکر و عقل کی کسوٹی میں آ کر یکدم کٹ جاتی ہے۔ مخلوقات چاہے کتنی بھی عظیم و جسیم ہوں، کا فقر و سراپا احتیاج اس کی نظروں میں واضح ہو جاتا ہے۔ لازماً اسے، اس ذات کی تلاش ہوتی ہے جو تغیر و تبدّل، فنا پذیری و زوال اور حدوث و اضمحلال سے منزّہ ہے، جو اپنے قیام و استحکام میں کسی کی محتاج نہیں بلکہ خود قائم بالذات ہے۔ جس کا وجود واجب ہے، دائم ہے، قدیم ہے، ہمیشہ سے ہے، ہمیشہ رہے گا۔ صفاتِ کمال کی جامع ہے، فعّال ہے، وہ ذات سارے جہان کی خالق بھی ہے اور مالک بھی، حاکم و مولیٰ ہے اور ربّ حقیقی ہے۔

رحمان و مستعان رؤف و رحیم ہے
اس کے سوا بھلا کوئی ایسا کریم ہے

آسمانی ہدایات کا خلاصہ :

مذہب، دین، آسمانی اور قرآنی ہدایات کا خلاصہ اتنا ہی ہے کہ انتہائی عقیدت و محبت اور انتہائی ذلّ و افتقار کی نسبت (جس کو ہم عبادت و

Marfat.com

استعانت سے تعبیر کرتے ہیں) ذواتِ مخلوق سے قائم نہ کی جائے بلکہ ذلّ و افتقار، عبدیت و انابت اور بندگی و عبادت اور استمداد استعانت کا مرکز صرف اور صرف ذاتِ الٰہی رہے، یہی مفہوم ہے دین اسلام کی جمیع ہدایات کا عنوان، اور کلمۂ اسلام لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کا، کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قابلِ عبادت اور مستحقِ استعانت نہیں، وہی ذات، الٰہ معبودِ برحق ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، جو اس کلمۂ توحید کے پیغامِ برحق کو ساری دنیا میں پھیلانے اور ساری انسانیت کے سامنے پیش کرنے کیلئے بھیجے گئے ہیں۔

دینِ حق کا پیغامِ برحق :

فقر و غربت، احتیاج، ضروریات کی تکمیل اور ذُلّ و افتقار انسان کی فطرت میں شامل ہیں۔ ضروریات کی تکمیل، اور اسی فقر و احتیاج کو رفع کرنے کیلئے انسان نفع اور ضرر پہنچانے والی چیز کو اپنا معبود، الٰہ، مشکل کشا اور حاجت روا قرار دیتا ہے، خواہ چیز عناصر سے ہو، جمادات سے ہو، نباتات سے ہو یا حیوانات سے، فوق الفطرت، بظاہر نافع ہو، تو ان سے ضروریات کی تکمیل اور رفع احتیاج کیلئے اعانت طلب کرتا ہے، بلکہ بھرپور استعانت اور مکمل استمداد کیلئے اُن سے وہ کمالِ عظمت و محبت، کمالِ اطاعت و عبدیت اور ذلّ و افتقار کی نسبت قائم کرتا ہے، پھر اپنی جہالت، احتیاج و ضرورت اور

Marfat.com

نادانی وحماقت سے ان کو مستقل طور پر اپنا نافع وضار، اپنی پناہ گاہ، اپنا ماویٰ وملجا اور اپنا معبود اور الٰہ برحق خیال کرتا ہے۔ اسی خیال کی پختگی بالآخر انسان کو اپنے سے کم تر مخلوق کے سامنے سجدہ ریز ہونے پر مجبور کر دیتی ہے۔

سرِ نیاز کس کے سامنے جھکے :

اس کی گردن اور سرِ نیاز اگر جھکے تو ایک ایسی ذات کے سامنے جھکے جو ہمہ خیر ہے، ہمہ دان ہے، ہمہ تواں ہستی ہے۔ جو قادر بھی ہے اور جابر بھی، جس کے دستِ قدرت میں ساری کائنات کی باگیں ہیں، جو تمام صفاتِ کمال سے متصف ہے، جو ہر قسم کے نقص وعیب سے منزہ اور مبرّا ہے، اسی ہستی کا نام خدا ہے، جو ہم سب کا الٰہ ہے، یہی ذات قابلِ عبادت، مستحقِ استعانت ہے، یہی ہستی ہے جو ساری کائنات کی خالق ہے، مالک ہے، ربّ ہے، مولیٰ ہے، حاکم ہے، ہم سب اسی کی مخلوق ہیں، وہ ہمارا خالق ہے، ہم اسی کے مملوک ہیں، وہ ہمارا مالک ہے، ہم مربوب ہیں، وہ ربّ ہے، ہم عبد ہیں، وہ معبود ہے، ہم محکوم ہیں، وہ حاکم ہے، ہمیں اسی کی عبادت کرنی چاہئے۔ وہ ذات غنی ہے، اور ہم اس کے فقیر ہیں۔ "وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ" (محمد:۳۸) (اور اللہ غنی ہے اور تم فقراء) اسی ذاتِ برحق کے فقیر ہو کر ہمیں سارے عالم سے غنی ہونا چاہئے۔

Marfat.com

موجوداتِ عالم سے استغناءِ تام :

یہ پیغامِ علم وصدق ہے، یہ پیغامِ حق وراستی ہے، یہ انسانوں کی عزتِ نفس کے عین مطابق ہے۔ اس کو اپناؤ گے تو خالق ومخلوق کے رابطہ کا اظہار ہوگا۔ اسی کو مان کر انسان حقیقی معنیٰ میں انسان بنتا ہے، بے خود انسان اور بے جگر مجاہد انسان، جس کی امید وبیم کا مرکز وہی ایک اللہ ہی ہوتا ہے، جو سارے عالم اور تمام جہانِ کائنات کا مالک ہے، حاکم ہے اور اب مسلمان مجاہد کی زندگی کا ہر موڑ، حرکت وعمل اور فکر ونظر کی ہر جنبش اسی مالک وحاکم کے احکامات، ہدایات اور تعلیمات کے تحت ہوجاتی ہے اور حق تعالیٰ کے احکام کی تعمیل میں، اس کے اوامر کے امتثال میں، وہ ایک جان دیتا ہے، تو ہزار جان پاتا ہے، اس کا ضعف، قوت سے، اس کی ذلت، عزت سے اور اس کا فقر، غنا سے بدل جاتا ہے۔

موجادات عالم کو وہ مثلِ لاشی اور بے جان مخلوقات سمجھتا ہے۔ لہٰذا وہ کسی چیز سے نہیں ڈرتا، فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَ خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْن (آلِ عمران :۱۷۴) (اگر تم مومن ہوتو ان (موجوداتِ عالم) سے نہ ڈرو مجھ سے خوف کرو) کا حکم اس کو تمام موجوداتِ عالم سے بے خوف کر دیتا ہے۔ وہ مخلوقات کے احتیاج سے بے نیاز ہو جاتا ہے نہ وہ کسی سے توقعات اور امید ورجا رکھتا ہے...... اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَه (الزمر :۳۶) (کیا

Marfat.com

اللہ بندہ کے لیئے کافی نہیں) اس کو جمیع اشیاءِ کائنات سے غنی کر دیتا ہے۔

موجوداتِ عالم، ذواتِ خلق اور جمیعِ مخلوقات سے امید وبیم کا رشتہ کٹتے ہی وہ مرحلہ وار نفسِ مطمئنہ حاصل کر لیتا ہے...... اور اپنے ربّ سے راضی ہو جاتا ہے...... اللہ کو راضی رکھتا ہے، اللہ کے احکام کی اطاعت کرتا ہے اور غیر اللہ سے مستغنی ہو جاتا ہے، وہ سوائے اللہ کے ہر شی سے...... اور ہر موجودات سے کٹ جاتا ہے...... مستغنی ہو جاتا ہے...... بھلا کونسی چیز ہے جو اللہ سے برتر ہو سکتی ہے...... جس کے حصول کی وہ خواہش کرے، خدا سے تعلق جڑا، اللہ کو اپنے دل میں جگہ دی...... مخلوقات سے کٹ گیا، خالق سے جڑ گیا، تو اسے سب کچھ حاصل ہوتا ہے...... اسی لئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لِكَيْلَا تَاسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتَاكُمْ (الحدید: ۲۲) تاکہ تم غم نہ کھاؤ اس پر جو ہاتھ نہ آیا اور نہ شیخی کرو اس پر جو تم کو اس نے دیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس وتیرہ سے بندے کو علوِ تمکین اور عزت وعظمت اور رفعت وتمکنت کی معراج حاصل ہو جاتی ہے اور وہ ربّ تعالیٰ کے اس قول کا مخاطب ومصداق بن جاتا ہے۔ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ (محمد: ۳۴) (تم ہی بلند ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے)

Marfat.com

حقیقتِ عبادت :

عبادت تو غایتِ تذلل، انتہائے افتقار اور کمالِ اطاعت و محبت کا نام ہے، جس کا اظہار معبودِ برحق ہی کے سامنے کیا جاسکتا ہے۔ جس کے اپنے طریقے ہیں، جو خود معبودِ حقیقی نے بتائے ہیں یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ نماز کے تمام اعمال، تمام ارکان، تمام حرکات و سکنات اور کیفیات پر غور کیا جائے تو کمالِ اطاعت و محبت، انتہائے اِفتقار، غایتِ تذلل اور عبادت کا مفہوم بخوبی دلنشین ہو جاتا ہے۔

اے دوست! مجھے تیری محبت کی قسم ہے
دنیا میں محبت کا تیرے غم سے بھرم ہے

نماز عبدیت کا ایک مظہر ہے :

عابد جب نماز کا قصد کرتا ہے۔ مصلّے کی طرف بڑھتا ہے، تو حضوریٔ قلب کے ساتھ اپنی زبان پر یہ الفاظ لاتا ہے...... "اِنِّیۡ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّیۡ سَيَهۡدِيۡنِ" (الصّٰفّٰت :٩٩) (میں اپنے رب کی طرف چلا جارہا ہوں، وہ میری ہدایت کرے گا)

ایسے میں ظاہر ہے کہ اس کا دل غیر حق سے پاک ہوتا ہے، وہ حق تعالیٰ کے سوا کسی کو معبودیت، لائقِ سجدہ اور بزرگی کا مستحق نہیں سمجھتا، اسی

Marfat.com

مفہوم اور اسی فکر وفہم کے ساتھ تکبیرِ تحریمہ "اللہ اکبر" کہتا ہے اور جب حق تعالیٰ کے روبرو ہوتا ہے، خود کو بارگاہِ قدس میں حاضر سمجھتا ہے اور تعلیماتِ اسلامی کے مطابق زبان سے یہ کلمات ادا کرتا ہے۔ "اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ" (الانعام : ۷۹) (میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، یکسو ہوکر، اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں)۔

حضوریٔ قلب کے ساتھ حاضری :

اس کا دل پوری طرح حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اب وہ بارگاہِ قدس میں حضوریٔ قلب کے ساتھ منافقت اور دروغ گوئی سے کام نہیں لیتا کیونکہ اسے معلوم ہے کہ جھوٹ کی سزا کیا ہے۔

"یُخَادِعُوْنَ اللّٰہَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ" (النسآء:۱۴۲) (وہ دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا دے گا)

بارگاہِ الوہیت میں حاضری کے تصور اور عملی اقدام سے اس کی نیت بھی خلوص سے معمور ہو جاتی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں حق تعالیٰ ہی کیلئے نماز پڑھ رہا ہوں۔ اب نماز عادت نہیں، عبادت بن جاتی ہے، روز کا معمول نہیں، ایمان وایقان اور عشق ومحبت کی ادا بن جاتی ہے، پھر وہ سمجھتا ہے کہ یہ

Marfat.com

بھی اُسی کی عنایت ہے، جس نے اپنی بارگاہ میں بلایا ہے ......
ثنا میں اللہ تعالیٰ کی معبودیت، عظمت وجلالت، حقانیت اور قدرت و جبروت کا اظہار کرتا ہے اور توحید کا اعتراف واقرار ''لا الٰہ غیرک'' سے کرتا ہے۔ اب بارگاہِ الوہیت میں حضوریٔ تام کے ساتھ ہاتھ باندھے نظر نیچی کئے ذلت ومسکنت کی تصویر بنا کھڑا ہے......

قتل کر ڈالو ہمیں یا جرمِ اُلفت بخش دو
لو کھڑے ہیں ہاتھ باندھے ہم تمہارے سامنے.

تمام محامد ومحاسن کی سزاوار ذات :

زبان پر حمد جاری ہے۔ ''الحمد للّٰہ رب العالمین'' اور دل میں یقین کے ساتھ سمجھ رہا ہے کہ عالمِ کائنات میں کوئی ذات مستحقِ حمد نہیں، سارے محامد ومحاسن کی وہی ایک ذاتِ ''لاشَرِیکَ لَہٗ'' سزاوار ہے۔

مومنین کے ساتھ خاص تعلق :

جب ''رب العالمین'' کہتا ہے، تو جانتا ہے اور دل سے مانتا بھی ہے کہ لا ربّ سواہٗ اس کے سوا کوئی رب نہیں، ربوبیت اسی کو زیبا ہے، تمام عالم اس کا مربوب اور کائناتِ وجود کا ذرہ ذرہ اس کی تخلیق اور ربوبیت کا شہکار ہے۔ ''الرحمٰن الرحیم'' کہتا ہے، توکل، توقع، امید اور عالمِ

Marfat.com

رجا میں داخل ہوتا ہے۔ رحمت و کرم اور عنایت و توجہ کی امیدیں دل میں پیدا ہوتی ہیں، وہ یہ بھی جانتا ہے کہ رحمانیت کا تعلق ساری کائنات سے ہے۔ کافر سے بھی اور مسلمان سے بھی ہے۔ انسان سے بھی اور حیوان سے بھی ہے، جاندار سے بھی اور بے جان سے بھی ہے، مگر رحیمیت تو خصوصی عنایت ہے اور خاص تعلق ہے، جو مومنین سے مختص ہے اور ساجدین و قانتین سے مختص ہے۔ "وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيماً" (الاحزاب : ۴۳)

"مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" کہتے وقت وہ عالمِ خوف کا مشاہدہ کرتا ہے، روز قیامت حق ہے۔ یہی وہ دن ہے جس کی شان میں فرمایا گیا......

"يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا" (الانفطار : ۱۹)

(جس دن نہ کر سکے کوئی، کسی نفس کا کچھ)

"لا" کی تلوار :

دیکھو! الٰہ کے ایک معنیٰ اور مفہوم نے انسان کو کیا سے کیا کر دیا، یا تو وہ ایک حقیر اور ذلیل جانور کی طرح ہر ایک سے ڈرتا و لرزتا تھا، ہر چیز کو نافع اور ضارّ قرار دیتا تھا، ہر قوت کے سامنے سرِ عبودیت خم کرتا تھا اور ہر ایک سے مدد اور اعانت کا خواہاں ہوتا تھا۔ الٰہ ہائے خود ساختہ اور معبودانِ باطل کی عبادت و عبودیت میں زندگی گذار رہا تھا، مشوّش رہتا تھا، پریشان تھا، خود بھی ضعیف اور مطلوب اس سے بڑھ کر ضعیف "ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْب" (الحج

Marfat.com

۴۳:۷۳)(بڑا بودا ہے طلب کرنے والا اور بڑا بودا ہے جس سے طلب کیا جا رہا ہے)یا اب علمِ نبوت کے جاننے اور ماننے کے ساتھ ساتھ "لا" کی تلوار ہاتھ میں لے کر وہ آگے بڑھتا ہے اور اپنے جاہل ساتھیوں سے قرآن کے الفاظ میں پوچھتا ہے۔" اَفَغَیْرَ اللّٰہِ تَاْمُرُوْنِیْٓ اَعْبُدُ اَیُّھَا الْجٰھِلُوْنَ"
(اے جاہلو! کیا تم مجھے غیر اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیتے ہو)

غیر اللہ کی عبدیت سے آزادی :

اس پیغامِ توحید اور دعوتِ الٰہ سے وہ غیر اللہ کی عبادت اور عبودیت کا طوق گردن سے اتار کر پھینک دیتا ہے اور اپنی زندگی کے تمام اعمال و اطوار میں حریت محسوس کرتا ہے۔ اندیشہ ہائے مضرت و تاوان اور خوفِ انسان کا بھاری پتھر اس کے سینہ سے اٹھ جاتا ہے اور اب وہ اپنی جبینِ نیاز اپنے حقیقی مولیٰ کے سامنے جھکاتا ہے اور اپنے رب کو رؤف و رحیم پاتا ہے۔" وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْماً"۔ (الاحزاب :۴۳)(اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے) کی بشارت اسے ہر طرح مطمئن کر دیتی ہے۔

وکیل اور کارسازِ حقیقی :

اب اسے یقین ہو جاتا ہے کہ حق تعالیٰ اس کے ساتھ ایمان کے بعد شانِ حمیت ہی سے پیش آئیں گے، پھر جب اللہ تعالیٰ کی صفات پر نظر کرتا

Marfat.com

ہے کہ وہ رحیم بھی ہے اور حاکم وحکیم بھی، تو اس کا دل اور بھی قوی ہو جاتا ہے اور وہ یقین کرتا ہے کہ باری تعالیٰ اس کے ہر کام، ہر قدم اور ہر لمحہ میں متصرف ومختار ہیں۔ وہ اپنے ربّ کے ہر کام اور ہر فعل کو سراسر حکمت سے مملو دیکھتا ہے اور اللہ ہی کے ارشاد کے مطابق وہ اپنے ربّ کو اپنے تمام کاموں میں وکیل سمجھتا بلکہ وکیل بناتا ہے، جیسا کہ خود ارشاد ربانی ہے "فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا"، (المزمل:۹) (تو اسی کو اپنا کارساز بنالے)

اندھیرا اور اجالا دونوں برابر نہیں ہو سکتے :

نیز وہ " وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا" (النسآء :۱۷۱) (اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا) کہہ کر اور اس پر اپنا یقین بنا کر آزادی اور اطمینان کے ساتھ مصروفِ عمل ہو جاتا ہے۔ اب یہ موحّد ہے، مومن ہے، مطیع ہے، فرمانبردار ہے اور گویا عالم ہے، اس کے مقابلے میں وہ شخص جاہل ہے، جو غیر اللہ سے ذلّ وافتقار کی نسبت جوڑتا ہے۔

"وَمَا يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ o وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ o وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ o وَمَا يَسْتَوِى الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ" (فاطر:۱۹تا۲۲)

(برابر نہیں اندھا اور دیکھتا اور نہ اندھیرا اور اجالا اور نہ سایہ اور لو اور برابر نہیں جیتے اور نہ مردے)

Marfat.com

یہاں تک دین کا اجمال، عبادت و استعانت، اس کا ماحصل، تحفظِ توحیداور اب اس اجمال کی کسی قدر ضروری تفصیل عرض کی جاتی ہے۔

عبادت واستمداد :

پھر بندہ بارگاہِ قدس میں، توقع، امیداور اندیشہ وبیم اور "بین الخوف والرجاء" کی حالت میں عرض کرتا ہے۔ "اِیَّاکَ نَعْبُدُ" حق تعالیٰ! ہم تجھ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ ذلت، احتیاج، افتقار اور عبدیت کا رشتہ آپ ہی سے جوڑتے ہیں۔ "وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" اور آپ ہی سے استمداد و استعانت کے طالب ہیں۔ ہم جانتے ہیں، مانتے اور یقین رکھتے ہیں کہ لا فاعل فی الوجود الا اللہ ماسوی اللہ سے بالکلیۃ اعراض کر کے آپ ہی کیطرف بالکلیۃ رجوع کرتے ہیں۔ ہم استمداد و استعانت کی جہت سے آپ کے سواغیر کو کیوں پکاریں جب کہ یہ پڑھا دیا گیا ہے اور ہمارا عملی تجربہ بھی یہی ہے اور دل کی آواز بھی کہ آپ کے سوا کسی میں بھی گناہ سے پھیرنے اور نیکی کی توفیق دینے کی حول وقوۃ نہیں ہے، لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ ظاہر ہے کہ اغیار نہ ہمیں نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ کوئی ضرر۔

ہدایتِ راہ مستقیم :

مدح وثناء، اعترافِ عجز وانکسار، اظہارِ افتقار اور اقرارِ عبودیت کے

84334

Marfat.com

بعد بندہ التماس و دعا کیلئے یوں معروضات پیش کرتا ہے ’’ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ‘‘ حق تعالیٰ ! ہمیں راہِ مستقیم کی ہدایت فرما، منزل مقصود تک پہنچا، نفس و ہوا کی غلامی سے بچا اور اپنی رضا و قرب سے سرفراز فرما۔

اہلِ ایمان کی راہ :

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ (ان کی راہ جن کے اوپر تم نے انعام کیا ہے، نہ اُن کے جن کے اوپر تم نے غضب کیا ہے اور نہ گمراہوں کے) بندہ اپنے رب کی بارگاہِ الوہیت میں ملتجی ہے کہ اہل ایمان کی راہ پر چلنا نصیب ہو، جو انبیاء کی راہ ہے، اولیاء کی راہ ہے اور یہی اہلِ انعام ہیں۔ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ (النسآء : ۶۹) (وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا، جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ) مغضوبین کی راہ نہیں، ضالین کی راہ نہیں جنہوں نے غیر اللہ سے عبادت اور استعانت کا رشتہ قائم کیا اور ہمیشہ کیلئے خسارہ میں مبتلا ہو گئے۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ (ہود : ۲۱) (یہی ہیں جنہوں نے اپنا نقصان آپ کر لیا)۔

چند اور آیتیں :

اس حمد و ثناء، التماس و دعا کے ساتھ بندہ کلامِ ربانی کی چند اور آیتیں

Marfat.com

احکامِ خداوندی کے معلوم کرنے، تکرار سے ان کو اپنے ذہن میں جمانے، ہر حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں کمانے اور حق تعالیٰ سے سرگوشی کرنے کے لئے پڑھتا ہے، پھر فوراً بارگاہِ قدس میں پیشی کیلئے جھک جاتا ہے۔ اپنے رحمان و رحیم، رؤف و کریم آقا کی بارگاہ میں سرِ نیاز جھکاتا ہے۔ اس طرح اپنی ذلت کا مزید اظہار کرتا ہے۔ اسی حالت میں اس کی زبان سے اپنے مولیٰ کی تنزیہہ و تقدیس اور تمجید جاری ہوتی ہے۔ اپنی کم مائیگی، فقر و ذلّت اور افتقار و احتیاج کا احساس قلب میں واضح طور پر موجود ہوتا ہے، جب سر اٹھاتا ہے، تو حق تعالیٰ اسی کی زبان سے فرماتے ہیں، سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ۔

جوہرِ لاقیمت :

اس طرح اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند کرتے ہیں جو سر معبودِ حقیقی، خالق کے سامنے جھکتا ہے، وہ مخلوق کے آگے نہیں جھک سکتا۔ وہ سب سے بلند ہوتا ہے، ممتاز ہوتا ہے، بے نیاز ہوتا ہے اور ایک جوہرِ لاقیمت ہوتا ہے۔ ارشاد نبوت ہے: "من رکن الی المولیٰ و مال الیه احرقه الله بنوره حتی یصیره جوهراً لا قیمة له. (حدیث) جو اپنے مولیٰ کی طرف جھکتا ہے اور اسی کی طرف مائل ہوتا ہے، تو وہ اس کو اپنے نور سے جلا دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ لاقیمت جوہر ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

مشاہدۂ جمال وکمال اور عظمتِ معراج :

اسی عزت و عظمت، رفعت و بلندی اور سرفرازی کے شکریہ میں وہ اپنے محسن حقیقی رب تعالیٰ کی حمد کرتا ہے۔سجدہ میں جاتا ہے، گویا اپنے محبوب حقیقی کے پیروں پر گر جاتا ہے۔یعنی پیر پکڑ لیتا ہے۔اس طرح غایتِ تذلل کا اظہار کرتا ہے۔زبان پر اپنے آقا کی عظمت ورفعت اور علو کا اقرار جاری ہوتا ہے۔اسی اظہارِ تذلل میں وہ اپنی آنکھ کی ٹھنڈک پاتا ہے۔ **وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ** (نسائی) میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔یہ آنکھوں کی ٹھنڈک اسے اپنی محبوبِ حقیقی کی بارگاہِ قدس میں حاضری اور مشاہدۂ جمال سے ہورہی ہے۔یہی حال اس کا کمال ہے، یہی اس کی معراج ہے۔**الصلوٰۃ معراج المومنین**۔نماز مومنین کی معراج ہے۔

خدا بس ایک ہی ہے :

معبودِ برحق وہی ہے، جو خیر محض بھی ہے، ہمہ تواں اور قادرِ مطلق بھی ہے، جو اپنی لامحدود قوت اور لامتناہی طاقت کی وجہ سے ہماری حفاظت کرتا ہے۔ہماری حاجتوں کو پورا کرتا ہے۔مرادوں کو برلاتا ہے، دنیائے کائنات وآخرت کے تمام اختیارات بالکل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔انسان اس دارالاسباب میں معلومات اور تجربات میں جتنا بھی کمال حاصل کرے، مگر

Marfat.com

ہولناکیوں، طوفانوں اور اضطرابات کے مراحل میں پھنس جائے، تو وہ تنہا اپنی تدابیر اور اسباب کے بل بوتے پر کبھی ساحلِ مراد پر نہیں پہنچ سکتا، جب تک اللہ کا فضل شاملِ حال نہ ہو، اس کی نگاہِ کرم پھرتے ہی آدمی کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کے ذرائع و وسائل اور کمالاتِ فن کتنے پانی میں ہیں، بلکہ ایسے حالات میں کٹر دہریے اور مشرک بھی جان لیتے ہیں کہ خدا بس ایک ہی ہے اور وہی مختارِ کل ہے۔ دَعَوُا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ (لقمٰن: ۳۲) تو یہ اللہ کو پکارتے ہیں، اپنے دین کو بالکل اس کے لئے خاص کر کے۔

نِعۡمَ الۡمَوۡلٰى وَ نِعۡمَ النَّصِيۡرُ :

اس کے اعتصام کے بعد ہمیں اس کی نصرت و اعانت کا قطعی یقین ہو جاتا ہے، جو خدا قادرِ مطلق نہ ہو، وہ معبودِ حقیقی کب قرار دیا جا سکتا ہے؟ جو تمام قوتوں، طاقتوں اور اسباب و وسائل کا مالک نہو، وہ ہماری مدد کب کر سکتا ہے اور ہمارا مولیٰ اور نصیر کیسے ہو سکتا ہے؟ ہم اپنے معبود کو فعّالِ مطلق، ہمہ تواں مانتے ہیں، افعال و آثار کا مرجع اسی کو قرار دیتے ہیں، حول و قوت کا اسی کو مبدأ سمجھتے ہیں، اسی لئے اسی سے استعانت چاہتے ہیں اور اس کے نِعۡمَ الۡمَوۡلٰى وَ نِعۡمَ النَّصِيۡرُ ہونے کا یقین رکھتے ہیں۔ وَاعۡتَصِمُوۡا بِاللّٰهِ هُوَ مَوۡلٰكُمۡ فَنِعۡمَ الۡمَوۡلٰى وَ نِعۡمَ النَّصِيۡرُ (الحج: ۷۸) تمہیں اپنے مولیٰ کا اعتصام چاہئے، وہی تمہارا اچھا مولیٰ ہے اور اچھا مددگار۔

Marfat.com

صبر و شکر، راہِ اعتدال :

اس لئے تمہیں ہر حال میں صبّار (بڑے صبر کرنے والے) اور شکور (بڑے شکر گزار) رہنا چاہئے۔ تمہارے مزاج میں تلوّن نہ ہو بلکہ ثابت قدمی ہو، گوارا اور ناگوار، سخت اور نرم، اچھے اور برے تمام حالات میں ایک عقیدۂ صالحہ اور اعتصام باللہ پر قائم رہو۔ یہ کمزوری تم میں نہ ہو کہ برا وقت آیا، تو خدا کے سامنے گڑگڑانے لگو اور اچھا وقت آتے ہی سب کچھ بھول جاؤ یا اس کے برعکس اچھے حالات میں خدا پرستی کرتے رہو اور مصائب کی ایک چوٹ پڑتے ہی خدا کو گالیاں دینی شروع کر دو۔

شکور کا معنیٰ بھی یہی ہے کہ تم ہر حال میں شکر کرنے والے رہو۔ نمک حرام اور احسان فراموش نہ بنو، بلکہ نعمت کی قدر پہچانو اور نعمت دینے والے کے لئے ایک مستقل جذبۂ شکر و سپاس اپنے دل میں جاگزین رکھو

دل و نظر پہ ہوئی ہیں نوازشیں کیا کیا
بہ رنگِ ذوقِ تماشا، بہ نامِ سوز و گداز

تفویضِ کامل :

جب غلبہ وقوت صرف اللہ ہی کو حاصل ہے، لا حول و لا قوۃ الا باللہ حرکت کا وہی مبدأ ہے، تو فعل جو حرکت وقوت ہی کا نتیجہ ہے، صرف

Marfat.com

حقِ تعالیٰ ہی کیلئے ثابت ہے اور ذاتِ خلق سے اس کی بالکلیہ نفی ہو جاتی ہے۔ اس حقیقت کے سمجھتے ہی اس کی بصر و بصیرت سے غفلت کا پردہ اٹھ جاتا ہے اور وہ لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ (کوئی ذرہ بغیر اللہ کے حکم کے حرکت نہیں کرتا) کا معنیٰ سمجھ جاتا ہے۔ غیر اللہ سے استعانت کی نسبت کاٹ کر (سلم عبدی و استسلم) کا مصداق بن جاتا ہے۔

سوائے ذاتِ خدا، جو ہے قادرِ مطلق
نہ کوئی عقدہ کشا ہے، نہ کوئی بندہ نواز

جودِ محض :

اللہ ہی سے استمداد و استعانت اور طلبِ نصرت و معاونت کے طریقے کیا ہیں؟ اللہ کے سچے اور صادق و مصدوق نبی نے جن طریقوں کی تعلیم فرمائی ہے، ان میں سے بعض یہ ہیں:

اپنی مشکلات و حاجات اور مرادوں کی تحصیل کیلئے حق تعالیٰ ہی سے مانگو، اسی سے دعا کرو، دعا کا حکم ہے، ''اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ'' یہ حق تعالیٰ کا جودِ محض اور سخاوتِ کاملہ ہے، عطا و عنایتِ عامہ ہے، اس میں بخل کا شائبہ نہیں۔ بارگاہِ قدس سے کوئی مایوسی نہیں، کوئی محرومی نہیں۔ اللہ کریم تشفی کیلئے فرما رہے ہیں، لَا تَایْئَسُوْ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ. (اللہ کی رحمت سے مایوس

Marfat.com

نہ ہو) ؎

خدا کا نام سہارا ہے ہر کسی کے لئے
خدا کا ذکر ہی تسکین ہے زندگی کیلئے

تفویضِ کامل کا مقام :

وہ اللہ ہیں، حکیم بھی ہیں، ان کا ہر فعل حکمت رکھتا ہے، وہ اللہ ہی ہیں جو ہماری بہتری اور ہمارے خیر کو ہم سے بہتر جانتے ہیں، اگر وہ ہماری کسی دعا کو قبول نہیں فرما رہے ہیں، تو اسے قبول نہ فرمانے ہی میں ہمارا فائدہ ہے۔اس کے لئے کہا گیا ہے، **منعه عطائه** (اس کا روک دینا ہی اسی کی عطا ہے) اور مردِ مومن کا کمال یہ ہے کہ ان کے روک دینے اور منع کرنے کو عطا جانے۔کسی عاشقِ صادق نے اسی جذبہ کے تحت کہا ہے ؎

اگر مرادِ تو اے دوست نامرادی ماست
مرادِ خویش دگر بار من نخواہم خواست

بھلائی اللہ کے ہاتھ میں :

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے، "**لا ابلی علی ایّ حال اصبح علی ما اکره او علیٰ ما احب لانی لا ادری الخیر لایّهما**" مجھے اس امر کی پرواہ نہیں کہ میں کس حال میں صبح

Marfat.com

کروں گا، ایسی حالت میں جس کو میں پسند نہیں کرتا یا ایسی حالت میں جس کو میں پسند کرتا ہوں، کیونکہ میں نہیں جانتا کہ میرے لئے بھلائی کس حالت میں ہے۔ ربّ تعالیٰ خود ہمیں تعلیم فرما رہے ہیں۔

"وَعَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ"۔ (البقرۃ: ۲۱۶) شاید کہ بری لگے تم کو ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمہارے حق میں اور شاید تم کو بھلی لگے ایک چیز اور وہ بری ہو تمہارے حق میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

"عارف" کی تعریف :

اسی نکتہ کو ملحوظ رکھ کر اور اسی تعلیم کو دل کی دھڑکن بنا کر عارفین کہتے ہیں ہمہ آں باد کہ او خواہد، آن مباد کہ ما خواہیم۔

حضرت شبلیؒ عارف کی تعریف میں کہتے ہیں کہ "عارف کہ منع نزدِ او دوست تر از عطا باشد۔

مقامِ رضا :

یہیں سے رضا کا مقام شروع ہو جاتا ہے، جو استمداد اور استعانت کا بلند ترین طریقہ ہے۔ خلاصہ یہ کہ حق تعالیٰ کسی حکمت اور مصلحت کے پیش نظر

Marfat.com

بندۂ مومن کی دعا قبول نہیں فرماتے، تو اس کے قلب کی حفاظت فرماتے ہیں۔ مطلوب کی جانب سے خیال پلٹ دیتے ہیں، حکایت، شکایت، آہ وزاری، گریہ و ماتم اور جزع وفزع کی طرف مائل نہیں کرتے بلکہ رضا کے مقام میں پہنچا دیتے ہیں اور بندۂ مومن اس موقع پر اور ایسے حالات میں لکل اجل کتاب (الرعد:۳۸) ہر مقررہ وعدے کی ایک لکھت ہے، کہہ کر حق تعالیٰ سے راضی ہو جاتا ہے۔

قبولیتِ دعا کی ایک صورت :

اجابتِ دعا کی ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ مطوب تو حاصل نہیں ہوتا، لیکن حق تعالیٰ اس کی دعا کو رد نہیں فرماتے بلکہ اس کی بَلا کو دور کر دیتے ہیں گو اس کو بدل کا علم نہیں ہوتا۔ ایک آخری صورت یہ بھی ہے کہ مدعا اگر وہ دنیا میں نہیں پاتا تو آخرت کیلئے ذخیرہ کیا جاتا ہے۔

ان اللہ یریٰ فی صحائفہ یوم القیامۃ حسنات لا یعرفھا فیقال انھا بدل سوالک فی الدنیا لم یقدر قضائہ فیھا.

قیامت کے دن بندہ اپنے اعمال نامہ پر وہ نیکیاں دیکھے گا جن کو وہ نہیں پہچانے گا اس سے کہا جائے گا کہ یہ سوال کا بدل ہے، جو تو نے دنیا میں کیا تھا لیکن تیرے مقدر میں دنیا میں ان کا ملنا نہ تھا۔

بہر صورت قبولیت و اجابتِ دعا کا وعدہ سچا ہے۔ لیکن یہ وعدہ مطلق

Marfat.com

ہے۔ مقیّد نہیں کہ اسی وقت اور اسی صورت میں پورا کر دیا جائے، جس وقت اور جس صورت میں بندہ نے دعا مانگی ہے۔ فافھم

اگر آپ اس نکتہ کو سمجھ جائیں تو پھر آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ کیوں رسول عربی ﷺ نے اس کی تعلیم فرمائی تھی۔ اللھم اکفنی کل مھم من حیث شئت و کیف شئتَ وانی شئت و من این شئت.

کامل توکل:۔

استعانت کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اپنے تمام کاموں میں دنیوی امور میں اور دینی امور میں حق تعالیٰ پر توکل کیا جائے، اگر بندۂ مومن کو اس بات کا یقین ہو اور یہ بھی محض علم نہیں بلکہ یہی تحقیق ہو، محض تعقّل نہیں بلکہ اذعان و ایقان ہو اور یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ بات ہمارے تحت شعوری نفس میں اتر گئی ہو کہ فاعلِ حقیقی حق تعالیٰ ہیں۔ کرنے والی ذات خود اللہ پاک ہی ہے، تمام افعال و آثار کا مرجع وہی ذاتِ حق تعالیٰ ہے۔ حول و قوۃ کا مبدأ وہی ہے اور پھر اس کا بھی تیقّن ہو کہ ایمان کے بعد وہ رحیم بھی ہے۔ وکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْماً (الاحزاب: ۴۳) اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے) ولی ہیں وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ (آل عمران: ۶۸) (اور مومنوں کا ولی اور سہارا اللہ ہی ہے) تو ہم اپنے تمام امور ان کو تفویض کرنے میں خوشی پر آمادہ

Marfat.com

ہوجائیں گے اور اس تفویض کے ساتھ ہی فکر سے آزاد ہوجائیں گے۔ طمانیت ومسرت سے ہمارے قلوب بھر جائیں گے اور کسی مستِ محبت کے الفاظ میں کہہ اٹھیں گے

وَكَّلْتُ اِلٰى الْمَحْبُوْبِ اَمْرِىْ كُلَّهٗ
فَاِنْ شَاءَ اَحْيَانِىْ وَاِنْ شَاءَ اَتْلَفَا

میں نے تو اپنا کام اپنے محبوب کے حوالے کر دیا ہے، خواہ وہ اب مجھے زندہ رکھے یا مار ڈالے۔

توکل کی تعریف :

توکل، اپنی کلی خودمختاری، انانیت اور اپنی حول وقوت سے بری ہونا ہے، توکل درحقیقت ذاتِ الٰہی پر ہمہ جہتی اعتماد اور اعتصام باللہ ہے۔ حضرت ذوالنونؒ نے توکل کی تعریف اس طرح کی ہے۔ ''التوکل ترک تدبیر النفس والانخلاع من الحول والقوۃ ''(توکل اپنے نفس کی تدبیر کو چھوڑنا اور اپنی حول وقوۃ سے نکل آنا ہے) حضرت سقطیؒ نے بھی توکل کی تعریف میں حضرتِ ذوالنونؒ سے اتفاق کیا ہے۔ فرماتے ہیں، التوکل الانخلاع عن الحول و القوۃ، آپ اگر ان دونوں تعریفوں پر غور فرماویں، تو دونوں کا ماخذ حضور اکرم ﷺ کی حدیث ہے، '' لَا حَوْلَ وَلَا

Marfat.com

قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔(اورنہیں طاقت (گناہ سے بچنے) اور نہ قوت (نیک کام کرنے کی) مگر اللہ کی مدد سے۔اور قرآن مجید میں بھی یہی ارشاد ہے کہ :

"لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" (الکہف :۳۹) (کوئی طاقت نہیں، مگر اللہ کی مدد)

توکل، باطنی عمل ہے :

توکل درحقیقت قلبی اور باطنی عمل ہے، دل کا فعل ہے یعنی قلب میں یہ یقین جاگزین ہو کہ مجھ میں بھی اور ہر شئی میں نہ اثر ہے، نہ قوت ہے نہ حرکت ہے۔ مجھ میں اور ہر شئی میں اثر و قوت اور حرکت اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرتے ہیں ....

جادۂ شوق ہو یا راہِ جنوں ہو کوئی
راستے جاتے ہیں سب آپ کے در سے ہو کر

اللہ تعالیٰ جس طرح میری ذات کے خالق ہیں، میرے افعال کے بھی خالق ہیں، "وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ" (الصّٰفّٰت :۹۶) (حالانکہ تمہیں اور تمہاری بنائی ہوئی چیزوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے)

فعل کی تخلیق اور اسباب :

اللہ ہی میری فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق افعال کی تخلیق

Marfat.com

فرمارہے ہیں۔ میرا اقتضاء، میرا اختیار ہے، لیکن فعل کی تخلیق حق تعالیٰ کی جانب سے ہورہی ہے۔ اسلئے مجھے اسبابِ قطعیہ کے استعمال و اختیار کا حکم ہے اور حکم ہی کے تحت میں ان کو استعمال کر رہا ہوں۔

توکل، تعطل کا نام نہیں :

میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اگر مجھے اولاد کی خواہش ہو، تو جماع کو ترک نہیں کرسکتا۔ بھوک کی تشفی کے لئے نوالہ اٹھانا اور اس کا چبانا اور اسے حلق سے نیچے اتارنا قطعی ضروری ہے۔ توکل، تو یہاں ترکِ عمل و تعطل کا نام نہیں۔ توکل تو علم و حالت کا نام ہے۔ قلبی کیفیت کا نام ہے، توکل ہی اس یقین کا نام ہے کہ ہاتھ میں قدرت، حرکت، فعل سب حق تعالیٰ کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں اللہ ہی کے مشیّت وارادے سے پیدا ہوئے ہیں۔ وہ چاہیں، تو نوالہ منہ تک نہ پہنچے، ہاتھ شل ہوجائیں، کھانا بھی چھن جائے، نظر اللہ تعالیٰ ہی کے فعل پر ہے، اللہ ہی کے فضل پر ہے۔ اپنے زورِ بازو پر نہیں، دست بہ کار، دل بہ یار، توکل، ترکِ اسباب نہیں، توکل تو رویتِ اسباب ہے۔

رزق کا مسئلہ :

یہ بات تو مبادیات کی ہے۔ مسلمان کیلئے اسے سمجھنا ضروری ہے۔ مبادیات کے سمجھ جانے کے بعد رزق کے مسئلہ پر ذرا غور کیجئے۔ رزق کا ذمہ

Marfat.com

توحق تعالیٰ نے لیا ہے۔قرآن مجید میں تصریح ہے۔

"وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا" (ھود :٦)

(اور زمین پر کوئی ایسا ذی روح نہیں، جس کے رزق کا ذمہ اللہ پر نہیں)

پھر رزق دینے کی صرف ذمہ داری پر ہی اکتفا نہیں فرمایا، بلکہ قسم بھی کھائی ہے، صرف قسم پر ہی اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اس کی مثال بھی بیان فرمائی ہے۔

"وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ0فَوَرَبِّ السَّمَآءِ اِنَّہٗ لَحَقٌّ مِثْلَ مَآ اَنَّکُمْ تَنْطِقُوْنَ" . (الذّٰریٰت :۲۲،۲۳)(اور آسمان میں ہے روزی تمہاری اور جو تم سے وعدہ کیا گیا، سو قسم ہے آسمان وزمین کے رب کی کہ یہ بات تحقیقی ہے، جیسے کہ تم بولتے ہو)۔

تقسیمِ رزق میں عموم ہے :

حق تعالیٰ ان لوگوں کو بھی رزق دیتے ہیں، جو غفلت ومعصیت میں مبتلا ہیں۔کفر میں، بغاوت میں، سرکشی میں اور فسق وفجور میں مبتلا ہیں، پھر وہ لوگ جو شب وروز اللہ کی عبادت واطاعت کرتے ہیں۔اللہ کا ذکر کرتے اور اس کے دین کا فکر کرتے ہیں، بھلا وہ کیسے محروم ہوسکتے ہیں۔یہ دنیا کا اصول ہے، جو کھیت بوتا ہے، وہی سینچتا بھی ہے، خلقت کو وہی مدد دیتا ہے، جو ان کا خالق ہے مخلوق کے لئے یہ بات کافی ہے کہ ان کا خالق ان کے لئے کافی

Marfat.com

ہے۔

"اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" (الزمر :۳۶)

(کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے کافی نہیں) جب ایجاد ان سے ہے، تو دوام بھی ان ہی سے ہے۔

رزق کی ذمہ داری اللہ نے لی ہے :

جب خالق وہی ہیں، تخلیق ان سے ہوئی، تو پھر رزق کا دینا بھی ان کے ذمہ ٹھہرا۔ اس کی مثال انسان کے اپنے نفس میں ہے۔ یہ جب کسی کو گھر پر دعوت دیتا ہے، تو اس کے لئے غذا کا بھی انتظام کرتا ہے۔ حق تعالیٰ نے جب ہمیں اپنی مشیت وارادے سے پیدا کیا ہے، تو رزق کی ذمہ داری بھی انہی پر ہے، ان ہی کے خوانِ کرم سے ہمیں برگ ونوا حاصل ہے۔ حق تعالیٰ ہمارے مولیٰ ہیں، مالک ہیں، معبود ہیں، آقا ہیں، ہم ان کے عبد ہیں، غلام ہیں اور بندے ہیں۔

اب آقا پر اپنے غلام کا تفقد، تلاش، خدمت اور ضروریات کی تکمیل و امداد ضروری ہے، جس طرح کہ غلام پر آقا کی اطاعت واجب ہے، اگر ہم اُن کے ہو رہیں۔ اُن کے سوا نہ کسی کی عبادت کریں، نہ کسی سے حاجت و مراد براری چاہیں، تو کیا ممکن ہے کہ وہ اپنا حق ادا نہ کریں، جبکہ ان کے وعدہ

Marfat.com

وبشارت کا قرآن میں واضح اعلان کردیا گیا ہے۔

"وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا ۝ وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ"۔ (الطلاق :۲،۳)

(اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے، اور ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا)۔

رزق کا وعدہ قطعی ہے، مخلوق کے وعدے جھوٹے ہو سکتے ہیں، مگر اللہ کا وعدہ سچا وعدہ ہے۔

"وَمَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ ط وَذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ" (التوبۃ:۱۱۱)

حقِ عبدیت کی ادائیگی:

صرف ہمیں اپنا حقِ بندگی وعبدیت ادا کرنا ہے، پھر نا ممکن ہے کہ وہ ہمیں اپنے گھر بلائیں، پھر ہمیں اپنے احسانات سے محروم رکھیں، اپنا حقِ (عبادت) ہم سے طلب کریں اور ہمارا (حق) رزق ہمیں نہ دیں، وہ کریم ہیں، ان سے معاملہ کر کے ان کی خدمت ادا کر کے کون خسارہ میں رہتا ہے۔

من ذالذی سالک فحرمتہ ولجأ الیک فاھملتہ او

Marfat.com

تقرب الیک فابعدته او هرب الیک فطردته. وہ کون ہے، جس نے تجھ سے سوال کیا اور تو نے اس کو محروم رکھا یا تجھ سے ملتجی ہوا اور تو نے اس کو بیکار چھوڑا یا تجھ سے ملاپ چاہا اور تو نے اس کو دور کر دیا یا تیری طرف دوڑ کر آیا اور تو نے اس کو دھتکار دیا۔

مرزوق نہیں، رزق کی بے چارگی :

اسی خیال کے تحت کسی عاشقِ صادق نے کہا ہے۔ ''گمان تو اینست کہ از رزق چارہ نیست اما رزق را از تو چارہ نیست'' تیرا یہ فکر ہے کہ تجھے رزق کہ بغیر چارہ نہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ رزق کا تیرے بغیر چارہ نہیں ۔

بہ دنبال روزی چہ باید دوید
تو بنشین کہ روزی خود آید پدید

ترجمہ: رزق کے پیچھے بھاگنے سے کیا فائدہ؟ تم بیٹھے رہئے، رزق خود تمہارے پاس آئے گا۔

طلبِ رزق میں اجمال :

اتباع سنت تو یہی ہے کہ رزق کی طلب میں مقدور بھر کوشش کی جائے، لیکن ''اجملوا فی الطلب'' (یعنی دنیا کمانے میں حسب ضرورت کوشش کرنی چاہیئے دل توڑ کر دنیا کے پیچھے نہ پڑیئے) کو پیش نظر رکھنا چاہیئے

Marfat.com

کہ ہماری کوشش اور ہماری طلب، رزق کے حصول کا مستقل سبب یا قطعی علت نہیں۔

معاملہ فضل پر منحصر ہے :

شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ شارحِ فتوح الغیب نے مسئلہ کو اجمالاً خوب ادا کیا ہے۔

بعد از طلب می یابی
اما نہ بطلب مے یابی

ترجمہ: طلب ومحنت کے بعد ہی چیز ملے گی، محض طلب سے کوئی چیز بھی حاصل نہیں ہوتی، "طلب" موثر حقیقی اور علت نہیں ہے۔

بہ جستجوئے نیابد کسے مراد دلی
کسے مراد بیابد کہ جستجو دارد

مقصد یہ ہے کہ محض جستجو کو مراد یابی کی مستقل علت قرار نہ دینا چاہیے کیونکہ معاملہ فضل پر منحصر ہے۔ ہاں جستجو ضرور کی جائے، عادتِ الٰہی یہی ہے کہ حرکت میں برکت دیتے ہیں۔

دنیا کی حقیقت :

استعانت کا تیسرا طریقہ مصیبتوں میں صبر کرنا ہے۔ دنیا دارالحزن

Marfat.com

ہے، دارالمحن ہے، سجن ہے، قید خانہ ہے، غم کا جہاں ہے، پریشانیوں کا مکان ہے۔ بقولِ یحییٰ بن معاذ کے شیطان کی دکان ہے، دنیا سوائے شر و فساد کے کچھ نہیں .... ؎

اُف للدنیا و ایامها

فانها للحزن مخلوقة

همومها لا تقضی ساعة

عن ملک فیها او سوقة

دنیا اور دنیا کے ایام پر افسوس ہے کہ وہ حزن و غم کے لئے بنائی گئی ہے اس کے غم ایک گھڑی کے لئے ختم نہیں ہوتے۔ خواہ بادشاہ کے لئے ہوں یا بازاری آدمی کیلئے، درویش ہو یا کہ شاہ، امیر ہو کہ گدا، سب غم و ہم میں مبتلا ہیں۔ سب ہدفِ ابتلا و بلا ہیں۔ قرآن نے یہی حقیقت واشگاف کی ہے کہ :

"لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ" (البلد : ۴)

ہم نے انسان کو سختی میں پیدا کیا ہے........ ؎

ہزار عیش تصدق کنم زقطرۂ غم

کہ غم ہمیشہ رفیق است عیش گاہے گاہ

(غم کے ایک قطرے پر ہزاروں عیش قربان کردوں، کہ غم تو ہمیشہ کا وفادار ساتھی ہے اور عیش تو کبھی کبھی ساتھ دیتا ہے)

Marfat.com

متصرف حقیقی، حق تعالیٰ ہیں :

چونکہ حق تعالیٰ ہی ہماری غم سے آزمائش کرتے ہیں۔ ابتلاء وامتحان اور مصیبت میں مبتلا کرتے ہیں، رلاتے بھی وہی ہیں اور ہنساتے بھی وہی ہیں، وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى" (النجم : ۴۳) مارتے بھی وہی ہیں اور جلاتے بھی وہی ہیں، وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا (النجم : ۴۴) وہی غنی کرتے اور وہی فقیر کرتے ہیں، وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى (النجم : ۴۸)

صبر واستقامت :

اس لئے وہی ہمین ابتلاء وآزمائش کے وقت مصائب سے بچنے کا طریقہ بھی بتاتے ہیں اور وہ طریقہ صبر ہے۔ رب تعالیٰ کا حکیمانہ ارشاد ہے :

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ" (آل عمران : ۲۰۰)

(اے ایمان والو! تم ثابت قدم رہو، اور ایک دوسرے کو تھامے رکھو اور جہاد کے لئے تیار رہو تاکہ تم مراد کو پہنچو)

ایمان والو! موجودہ مصائب پر صبر کرو، ابتلاآت پر صبر کرو۔ دوسروں کے ساتھ صبر واستقلال سے کام لو (صابروا) ایسے کاموں مین ثابت قدم رہو، جس کا وقت ابھی نہیں آیا (رابطوا) اور اللہ سے ڈرو، اسی میں تمہاری

Marfat.com

فلاح و بہبودی ہے یہی نجات کا راستہ ہے، صرف صبر اور حق تعالیٰ ہی کے حکم پر، اصبروا لحکم ربک اور حق تعالیٰ ہی کے لئے "وما صبرک الا باللّٰہ" ہاں صرف صبر کرنے سے مسائل کی برداشت سہل ہو جاتی ہے۔ غم کے بادل چھٹ جاتے ہیں، فکر کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے، اسباب کی راہ سے اگر انسان مصائب کو دور کرنا چاہے، غم سے گلو خلاصی حاصل کرنا چاہے اور راحت کی امید باندھے، تو سوائے حسرت و یاس کے کچھ نہیں ملتا۔ مولانا رومؒ نے اسی چیز کو کس خوبی سے ادا فرمایا ہے

گر گریزی با امیدِ راحتے
ہم ازانجا پیشت آید راحتے
ہیچ کنجے بے ددو بے دام نیست
جز بخلوت گاہ حق آرام نیست

ترجمہ: اگر تم آرام وسکون اور راحت کی غرض سے گریزپا ہو، تو وہ بھی وہیں سے ملے گی، دنیا میں کوئی گوشہ بھی دردو تکلیف اور پریشانیوں سے خالی نہیں، بغیر حق تعالیٰ کی خلوت گاہ (آخرت) کے آرام نہیں ہے۔

مصائب کب آسان ہو جاتے ہیں:

حق تعالیٰ سے اگر محبت ہو اور مصیبت کو ان ہی کی طرف سے دیکھے، تو

Marfat.com

مصائب کا آسان ہونا ضروری ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ تم ایک تاریک کمرے میں ہو، کوئی چیز تمہیں آ لگی اور تم تڑپ اُٹھے، تمہیں معلوم نہیں کہ مارنے والا کون ہے، جب تم نے چراغ منگوایا اور دیکھا کہ تو تمہارا شیخ ہے، یا باپ ہے یا کوئی عزیز، محبوب ہستی ہے، جس سے تم کسی صورت میں آزار کی توقع نہیں کر سکتے، تو تمہارا یہ جاننا بے شک تمہاری تسلی اور صبر کا باعث ہوگا، کیونکہ تم اس تکلیف میں بھی دقائقِ لطف کا معائنہ کروگے، اسی طرح ......" ولربک فاصبر "...... میں حق تعالیٰ اپنے بندۂ خاص سے بطریق منت فرمارہے ہیں کہ اپنے پروردگار کی رضا و خوشنودی کیلئے اس کے حکم و بلا پر صبر کر، کیونکہ ایمان کی حلاوت اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی، جب تک کہ تیرِ بلا کا ہدف نہ بنے ......

ع من سوختہ جاں راہدف تیرِ بلایت!

رزق و معاش اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں :۔

حضرت عامر بن عبدِ قیس فرمایا کرتے تھے کہ جب صبح ہوتی ہے، تو میں قرآن کریم کی چار آیتیں پڑھ لیتا ہوں، تو مجھے فکر نہیں رہتی کہ صبح کیا ہوگا اور شام کو کیا ہوگا اور پھر یہ چار آیتیں پڑھیں۔

ا ...... مَا یَفۡتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنۡ رَّحۡمَۃٍ فَلَا مُمۡسِکَ لَھَا وَمَا یُمۡسِکۡ فَلَا مُرۡسِلَ لَہٗ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ وَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ . (فاطر:۲)

Marfat.com

اللہ جو رحمت لوگوں کے لئے کھول دے، کوئی اس کا بند کرنے والا نہیں اور جو وہ بند کردے، پس اس کے بعد کوئی اس کا جاری کرنے والا نہیں اور وہی غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔

۲ ...... وَاِنْ یَمْسَسْکَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ . (یونس :۱۰۸)

اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچا دے، تو کوئی اس کا دور کرنے والا نہیں، بجز (خود) اسی کے اور اگر وہ تجھے کوئی راحت پہنچانا چاہے تو کوئی اس کے فضل کا ہٹانے والا نہیں۔

۳ ...... سَیَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا. (طلاق :۷)

اللہ تنگی کے بعد فراخت بھی دے گا۔

۴ ...... وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا (هود :٦)

اور کوئی جاندار زمین پر ایسا نہیں کہ اللہ کے ذمہ اس کا رزق نہ ہو۔

جب ایمان، اذعان اور ایقان کی دولت نصیب ہو :

جب تم مسلمان ہو، مومن ہو، اور تمہارا یقین ہے کہ تمہارا رب بے حد مہربان، رحیم اور ودود ہے۔ "وَاِنَّ اللّٰهَ بِکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ" (الحدید : ۹) (یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نرمی کرنے والا رحم کرنے والا ہے) پر تمہارا ایمان ہے "وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا" (النسآء:۱۰۰) (اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے

Marfat.com

والا مہربان ہے) پر تمہارا اذعان ہے اور " وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم " (البقرۃ : ۱۰۵) (اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے) پر تمہارا ایقان قائم ہے۔

زحمت میں رحمت کا راز :

تو پھر تم کو تو اپنے دکھ درد کو بھی پوشیدہ رحمت سمجھنا چاہئے۔ مثال سے اس نکتۂ رحمت کو آسانی سے سمجھ سکو گے۔ شفیق والد اپنے جگر گوشے اور اپنے عزیز بیٹے کو پچھنے لگواتا ہے، مگر دکھ پہنچانا ہرگز مقصود نہیں ہوتا۔ فاسد خون جو اس کے بدن میں زہر ہے۔ آسان طریقہ سے نکال رہا ہے۔ ماں اپنے چھوٹے بچے کو غلیظ دیکھنا نہیں چاہتی۔ صابن اور گرم پانی سے اس کو نہلاتی، اس کے جسم کو رگڑتی اور مالش کرتی ہے، بچہ روتا ہے، چیختا اور چلاتا ہے، دکھ محسوس کرتا ہے، لیکن ماں کا مقصد آزار پہنچانا نہیں ہوتا۔ تمہارا ڈاکٹر اور معالج تمہیں کڑوی دوائی دیتا ہے اور تم اسے ناپسند کرتے ہو، وہ تمہارا آپریشن کرتا ہے اور تم اسے مکروہ سمجھتے ہو۔ بالفرض اگر ڈاکٹر تمہاری مرضی پر چلے اور تمہارے فوری آرام کو ترجیح دے تو شفا تم سے کوسوں دور بھاگے۔

شدائد پر شکر :

شیخ ابوالحسن شاذلیؒ فرماتے ہیں، جان لو! کہ اگر حق تعالیٰ تم کو کوئی چیز

Marfat.com

نہیں عطا فرماتے تو ان کا نہ دینا ہی بہتر ہے۔ تاہم نہ دینے میں دینا وہی سمجھتا ہے جو صدیق ہے، " فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ". (النسآء :۱۹) (لیکن بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت بھلائی کر دے) میں اسی راز کی طرف اشارہ ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ شدائد پر بھی اسی طرح شکر فرماتے، جس طرح کہ نعمتوں پر الحمد للہ علیٰ ما یساء و یسر، شکر ہے اللہ تعالیٰ کا اس چیز پر جو بری معلوم ہو اور جو خوش نظر آئے۔

سختی غم اور غلبۂ تجلی :

صرف ایمان اور سچی مخلصانہ محبت کی ضرورت ہے۔ ہر امتحان، ابتلاء اور مصیبت کے وقت حق تعالیٰ کی جو تجلی ہوتی ہے، مومن کو اس تجلی میں ایسی حلاوت، عذوبت، مٹھاس اور شیرینی نصیب ہوتی ہے کہ وہ سختی غم کو آسانی سے برداشت کر لیتا ہے اور اکثر اوقات غلبۂ تجلی سے اس کو اذیت اور دکھ بھی محسوس نہیں ہوتا۔

قارئین کرام! یہ بات اگر تمہاری سمجھ میں نہ آ رہی ہو، تو زلیخا پر طعنہ کرنے والی حسین بیبیوں کے حال پر غور کرو۔ یوسفؑ کے ہوش ربا جمال پر وارفتہ ہو کر انہوں نے اپنا ہاتھ کاٹ لیا اور خبر بھی نہ ہوئی کہ درد کیا چیز ہے۔ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ. (یوسف :۳۱) (پھر جب دیکھا تو

Marfat.com

ششدر رہ گئیں اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ) گویا زبانِ حال سے کہہ رہی تھیں .... ؎

این است کہ خون خوردہ و دل بردہ بسے را
بسم اللہ اگر تابِ نظر است کسے را

انسِ قرب سے ادراکِ الم مفقود :

بعض اہل دل عارفین کا قول ہے اور شاید اس کا معنیٰ بھی یہی ہوتا ہے، جو اوپر شعر سے مفہوم ہے کہ انسِ قرب سے ادراکِ الم مفقود ہو جاتا ہے۔

قارئینِ محترم ! خدا گواہ ہے ایمان میں پختگی، محبت میں سچائی، عشق میں والہیت، اطاعت میں دیوانگی کے بعد تم کو بیماریوں، بلاؤں، فاقوں اور ابتلاء و آزمائشوں میں وہ اسرارِ لطف و رحمت نظر آنے لگیں گے کہ تم بے اختیار کہہ اٹھو گے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا: حفّت الجنة بالمكاره و حفت النار بالشهوات (جنت تو ان باتوں سے گھری ہوئی ہے، جو نفس کو ناگوار ہیں اور دوزخ شہوتوں اور خواہشوں سے گھری ہوئی ہے)

قطرۂ غم کی قدر و قیمت :

بلاؤں اور مصیبتوں سے نفس دب جاتا ہے۔ ذلیل و خوار ہو جاتا

Marfat.com

ہے۔حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے۔ان سے ربط قائم کر لیتا ہے اور سبھوں سے ٹوٹ جاتا ہے۔خلق سے فانی ہوجاتا ہے۔غم سے زیادہ مؤثر سیرت سازی کے لئے کوئی اور شئی نہیں۔اپنے محسن ومربی اور شفیق استاذ حضرت العلامہ مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچوی مدظلہٗ سے زمانۂ طالب علمی میں سنا ہوا شعر کس موقع پر یاد آیا ....

ہزار عیش تصدق کنم ز قطرۂ غم

کہ غم ہمیشہ رفیق است عیش گاہِ گاہ

غم ہی کے ذریعہ نفس کی خامیاں دور ہوتی ہیں۔قلب کا تزکیہ ہوجاتا ہے،روح کا تجلیہ ہوجاتا ہے۔بلاوغم کی وجہ سے اگر تم نے اپنے امراضِ قلبی کا معالجہ کرلیا، استقامت پیدا کرلی، تو یاد رکھو کہ غم نے تمہیں فوزِ عظیم کے حاصل کرنے میں مدد دی اور ایسے غم پر ہزاروں خوشیاں قربان ہیں، وہ خوشیاں جن کی وجہ سے تم شہوتوں میں گرفتار تھے، ہواوہوس کے شکار تھے، ظلمتوں میں گھرے ہوئے تھے اور نور سے دور تھے! حق تعالیٰ سے تمہارا کوئی ربط نہ تھا، شیطان تمہارا قرین تھا، تم پر مسلط تھا اور اس وعید کے تم مصداق تھے۔ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ (الزخرف:۳۶) (اور جو کوئی آنکھ چرائے رحمٰن کی یاد سے ہم اس پر مقرر کردیں، ایک شیطان پھر وہی رہے اس کا ساتھی۔

Marfat.com

وہی کرتا ہوں جو میں چاہتا ہوں :

آزمائش و ابتلاء اور امتحان و بلا کے اسی فلسفہ سے واقف ہو کر امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے ارشاد فرمایا تھا کہ افضل عیش یعنی بہترین زندگی ہم نے صبر میں پائی ۔ خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ بیمار ہوئے، لوگوں نے عیادت کی اور عرض کیا ہم طبیب کو بلائیں، ارشاد فرمایا طبیب نے مجھے دیکھ لیا، عرض کیا گیا پھر تمہیں دیکھ کر کیا کہا، فرمایا کہ طبیب نے مجھے دیکھ کر فرمایا :

فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ۔ (البروج : ۱۶) وہی کرتا ہوں جو میں چاہتا ہوں ۔

مجھے طبیب نے بیمار کیا :

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیمار ہوئے ۔ یہی ان کا مرض الوفات تھا ۔ امیر المومنین حضرت عثمانِ غنیؓ عیادت کے تشریف لے گئے ۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا ماتشتکی؟ (تمہیں کیا تکلیف ہے) تو فرمایا ذنوبی (یعنی اپنے گناہوں کی تکلیف ہے) پھر پوچھا "ماتشتھی ؟" (یعنی آپ کیا چاہتے ہیں) تو فرمایا" رحمة ربی" (یعنی اپنے رب کی رحمت چاہتا ہوں) پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں آپ کے لئے کسی طبیب (معالج) کو بلاتا ہوں، تو فرمایا ...... الطبیب امرضنی (یعنی مجھے طبیب ہی نے

Marfat.com

بیمار کیا ہے، پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں آپ کے لئے بیت المال سے کوئی عطیہ بھیج دوں، تو فرمایا لا حاجة لی فیھا (یعنی مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں، حضرت عثمانؓ نے فرمایا عطیہ لے لیجئے۔ وہ آپ کے بعد آپ کی لڑکیوں کے کام آئے گا، فرمایا کہ کیا آپ کو میری لڑکیوں کے بارے میں یہ فکر ہے کہ وہ فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جائیں گی، مگر مجھے یہ فکر اس لئے نہیں کہ میں نے اپنی لڑکیوں کو تاکید کر رکھی ہے کہ ہر رات سورۃ واقعہ پڑھا کریں، کیونکہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے...... ''من قرأ سورة الواقعة کل لیلة لم تصبه فاقة ابدا'' ......(ابن کثیر) جو شخص ہر رات میں سورۃ واقعہ پڑھا کرے، وہ کبھی بھی فاقہ میں مبتلا نہیں ہوگا۔

ضربِ مولیٰ کی لذت :

حضرت معروف کرخیؒ فرمایا کرتے تھے 'لیس بصادق فی دعواہ من لم یلتذذ بضرب مولاہ ...... جو اپنے مولیٰ کی ضرب سے لذت اندوز نہیں ہوتا، وہ سچا غلام نہیں، وہ اپنے دعوائے عبودیت میں صادق نہیں ...... ۔

تیری نوازشِ پنہاں کا لطف کیا جانے
وہ دل جو تیری نگاہوں کا پائمال نہیں

Marfat.com

تم تو ہماری آنکھ کے سامنے ہو :

بعض عارفین کی جیب میں یہ لکھا رہتا تھا، ...... "واصبر لحکم ربک فانک باعیننا" (اور اپنے رب کے حکم پر صبر کر کیونکہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے) مصیبت کے وقت اس پر نظر ڈالتے اور محض اس خیال سے کہ حق تعالیٰ ہماری مصیبت کو جانتے ہیں، دیکھ رہے ہیں، جھومتے اور رقص کرتے۔

"باعیننا"...... پر یاد آیا، امام ابو القاسم القشیریؒ نے رسالہ قشیریہ میں لکھا ہے کہ ایک بھرے مجمع میں کسی مجرم کو کوڑے مارے جانے لگے تو وہ ہر کوڑے کی ضرب پر اچھل پڑتا اور خوش ہوتا، کسی نے پوچھا، اس قدر ضرب و اذیت پر خوشی و مسرت کیوں؟ کہا جس کے لئے مارا جا رہا ہوں، وہ خود اسی مجمع میں موجود ہے اور مجھے دیکھ رہا ہے، جب عشقِ مجازی میں محبوب کی نظر عنایت کی موجودگی میں ضرب و اذیت میں فخر و انتساب اور مسرت و سرور کا یہ عالم ہو تو عشق حقیقی میں جب محبوب حقیقی ربّ تعالیٰ کی نظر ہو اور سارا معاملہ اسی کے لئے ہو، تو محبّ صادق کی خوشی و مسرت کا کیا عالم ہوگا۔

حضور اقدس ﷺ نے وجد فرمایا :

حضور اقدس ﷺ نے مندجہ بالا آیت پر وجد فرمایا تھا۔ ام المومنین

Marfat.com

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپؐ کے پاؤں پر گر گئی تھیں ۔اس لئے اپنے سلفِ صالحین کے بعض بزرگ مصائب میں یوں تعزیت کیا کرتے تھے

''واصبر لحکم ربک فانک باعیننا''۔

اللہ کے پسندیدہ اور برگزیدہ بندے :

اس کے ساتھ ساتھ اس موقع پر حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد سُنا دینا بھی مسلمانوں کے لئے خاص اطمینان خاطر اور تسلی کا باعث ہوگا ......''اذا احب اللّٰہ عبدا ابتلاہ فان صبر اجتباہ وان رضی اصطفاہ'' ......

(یعنی جب اللہ تعالیٰ بندے سے محبت کرتے ہیں، تو اس کو مصیبت میں مبتلا کر دیتے ہیں اگر وہ بندہ صبر کرے، تو اللہ تعالیٰ اسے اپنا پسندیدہ اور راضی رہے تو برگزیدہ بنا لیتے ہیں۔

ایک کُلّی نفسیاتی قانون :

یہ ایک کلّی نفسیاتی قانون ہے کہ انسانوں کے لئے ابتلا آت' آزمائشیں' آفتیں اور مصیبتیں برداشت کرنا اس وقت کسی قدر آسان اور سہل ہوتا ہے، جب اسے کسی اچھے بدل کی توقع ہوتی ہے۔ مثلاً اگر آپ اَپنے وطن سے دور ہیں، مہاجرت میں ہیں، اہل وعیال سے مھجور ہیں، کسی مقام پر تمام دن محنت اور مشقت میں گذار رہے ہیں، مزدوری کر رہے ہیں، تو بظاہر

Marfat.com

واقعی آپ کے لئے یہ ایک مصیبت ہے، لیکن میں اس کو مصیبت نہیں سمجھتا، آپ کو بھی اسے مصیبت نہیں سمجھنا چاہیئے، کوئی بھی اسے مصیبت نہیں سمجھتا، کیونکہ جب مہینہ ختم ہوتا ہے، تو تمہیں اس کا معاوضہ' معقول حق الخدمت اور بھاری تنخواہ کی صورت میں مل جاتا ہے۔ یہ تمہارے غموں کو بھلا دیتا ہے، یہ تمہارے درد کا مداوا' اور تمہارے زخموں کے لئے مرہم کا کام دیتا ہے.........

نفع دنیا کا جو سن لے ، نام بھی
سہل ہو مشکل سے مشکل کام بھی
اس پہ راحت بھی فدا' آرام بھی
روز و شب دھن اس کی' صبح و شام بھی

اسی اُصول کو پیشِ نظر رکھو اور رب تعالیٰ کے ان وعدوں اور بشارتوں پر غور کرو جو قرآن کریم میں اس شخص سے کیئے جارہے ہیں، جو مبتلائے درد و مصیبت ہوتا ہے اور اس پر وہ صبر کرتا ہے بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا و آخرت کی ساری بھلائیاں صبر ہی میں رکھی ہیں۔

قرآن میں صابرین کا ذکر :

حضرت امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں صبر کا ذکر ننانوے (۹۹) مرتبہ آیا ہے۔ ہم یہاں چند بشارتوں کا ذکر کرتے ہیں، جو صابرین

Marfat.com

کے حق میں آئی ہیں ۔ لہٰذا اگر مسلمان ان کو پیش نظر رکھیں ، ان پر اذعان و یقین کے ساتھ تفکر کریں، تو چیخ اٹھیں کہ

"بلا از دستِ دوست عطا است واز عطا نالیدن خطا است"

یعنی دوست کے ہاتھ سے " مصیبت " بھی عنایت ہے اور عنایت سے اعراض " غلطی " ہے۔

کچھ اس کا لطف اہلِ محبت سے پوچھئے
شانِ جلال بھی انہیں شانِ جمال ہے

صابر سے محبت ومعیت :

جو صبر کرتا ہے، وہ حق تعالیٰ کا محبوب بنتا ہے ...... "وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ" (آلِ عمران:۱۴۶) (بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے) پھر جو شخص اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو، اس کو کس چیز کا حزن ہو سکتا ہے اور کس چیز سے خوف ہوسکتا ہے؟ صابر کو حق تعالیٰ کی معیت حاصل ہوتی ہے۔ "اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ" (البقرۃ:۱۵۳) (بے شک! اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے)

پھر یہ معیت روکھی معیت نہیں ہوتی ۔ آخر جس کے ساتھ حق تعالیٰ کی معیت ہو وہ کیسے ذلیل ہوسکتا ہے، کیسے مقہور ہوسکتا ہے، خلق اس کا کیا بگاڑ

Marfat.com

سکتی ہے؟...... "لا طاقة لمخلوق مع قدرة الخالق"...... خالق کی قدرت کی معیت کے مقابلہ میں مخلوق کی قوت و طاقت ہیچ ہے۔ پھر آپ جانتے ہیں کہ صبر ہی سے امامت اور پیشوائی نصیب ہوتی ہے۔

صبر ایک مضبوط ڈھال ہے :

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا (السجدۃ:۲۴)

(اور بنائے ان میں سے ہم نے پیشوا جو بتاتے تھے، ہمارے حکم سے جب وہ صبر کرتے رہے۔ خلق کی ہدایت کا منصب سپرد ہے صابر کے لئے' اس کا صبر اعداء کے مکر و فریب کے مقابلہ میں ایک زبردست سپر ہے۔ ﴿وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا یَضُرُّكُمْ كَیْدُهُمْ شَیْئًا﴾ (آلِ عمران ۱۲۰) (اگر تم صبر کرو اور اللہ سے ڈرو تو ان کے مکر سے تمہیں کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔ بالآخر ان پر غالب ہونا اس کے لئے یقینی ہے۔ فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ ○ (ھود:۴۹) (پس صبر کرو کیونکہ متقین کا انجام نیک ہوتا ہے۔

صابرین کے لئے بغیر حساب اجر :

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ بِمَا صَبَرُوْا (الاعراف:۱۳۷) (یعنی تیرے پروردگار نے جو وعدہ بنی اسرائیل کے ساتھ کیا تھا یعنی دشمنوں سے نجات اور ملک و حکومت عطا کرنے کا وعدہ

Marfat.com

صبر ہی کی وجہ سے ایفا ہوا۔ صابرین کے لئے محدود اجر کا وعدہ ہے۔......

''اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔(الزمر:۱۰)(صبر کرنے والوں ہی کو ان کا پورا پورا بے شمار اجر دیا جاتا ہے)

سلیمان بن قاسمؒ فرماتے ہیں کہ ہر عمل کا ثواب معلوم ہے، مگر صبر کا تو اجر ''بغیر حساب'' ہونے کی وجہ سے نامعلوم ہے اور نا قابل علم' بغیر حساب کا مطلب یہی ہے کہ اس کی حد وانتہا معلوم نہیں، حق تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کے لئے اپنی رحمت' ہدایت اور صلوٰۃ یکجا جمع کیئے ہیں اور یہ یکجا ان کے سوا کسی اور کو نہیں دیتے۔

صابرین کے لئے بشارت :

وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ ○ الَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ○ اُولٰٓئِکَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ (البقرة:۱۵۶)(اور بشارت دو صابرین کو جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے، تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کے صلوات ہیں اور رحمت اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔

دردِ دل :

اگر دردِ گریز پا' سریع الزوال' فانی درد صبر کے ساتھ برداشت کرلیا

Marfat.com

جائے اور اس کی برداشت ناممکن بھی نہیں، کیونکہ ناقابل برداشت تکلیف کسی کو دی بھی نہیں جاتی، تو دیکھو اس کے معاوضہ میں کیا مل رہا ہے، کن چیزوں کا وعدہ ہو رہا ہے اور کون وعدہ کر رہا ہے؟ کس کی زبانی وعدہ کیا جا رہا ہے؟ اگر تمہارے قلب میں ایمان کی شمع روشن ہے، اگر وہ غلاف میں نہیں باندھ دیا گیا ہے اوندھا نہیں ہو گیا ہے، جیسا کہ ابوسعید سے مرفوعاً روایت ہے کہ دل چار طرح کے ہوتے ہیں اجرد (برہنہ) اس میں چراغ سا جلتا ہے یہ مومن کا دل ہے۔ غلف جس کو غلاف میں باندھ دیا گیا ہو، یہ کافر کا دل ہے، منکوس (اوندھا) یہ خالص منافق کا دل ہے۔ مصفح، وہ دل جس میں ایمان و نفاق دونوں موجود ہیں، یعنی زبانی ایمان کا دعویٰ اور دل میں اس کا یقین نہیں۔

بہر حال اگر دل ادراکِ قوت رکھتا ہے اور ان حقائق کا ادراک کر رہا ہے تو کیا درد اس کے لئے ایک نعمتِ بے بہا نہیں۔ وہ اس سے متلذذ نہیں ہوگا۔ اس کا مشتاق نہ ہوگا اور فرطِ اشتیاق میں یہ چیخ اس کی زبان سے نہیں نکلی گی ......

چارہ گر پالا پڑا ہے سخت مشکل سے مجھے
دردِ دل سے دل زیادہ دردِ دل' دل سے مجھے

Marfat.com

حق تعالیٰ بلا کے ذریعہ خبر گیری کرتے ہیں :

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے : ''یتعاهد الله عبده بالبلاء کما یتعاهد الوالد الشفیق ولده ''۔حق تعالیٰ اپنے بندے کی بلا کے ذریعہ خبر گیری کرتے ہیں۔اسی طرح جس طرح کہ مہربان باپ اپنے بچہ کی خبر گیری کرتا ہے۔حضراتِ صحابہٴ کرامؓ کے یہی ادراکات تھے اور ان ہی کی قوت سے انہوں نے اپنا سارا تن من دھن اسلام کی راہ میں قربان کر دیا تھا۔ رضی الله عنهم و رضوا عنه۔

صبر کا ادب :

صبر کا ادب یہ ہے کہ زبان کو شکوہ شکایت سے روکا جائے ۔اپنی مصیبت، ابتلاء، آزمائش اور درد و تکلیف کا اظہار سوائے حق تعالیٰ کے اور کسی سے نہ کیا جائے۔ ﴿ اِنَّمَا اَشْکُوْ بَثِّیْ وَ حُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ ﴾ (یوسف: ۸۶) (میں تو بیان کرتا ہوں اپنا اضطراب و غم اللہ کے سامنے)

یہ دل کی دنیا ہوتی ہے، دل کی کیفیات ہوتی ہیں ۔عشق و محبت کی صداقت گویا ایک وارفتگی ہوتی ہے، جو محبّ کو محبوب سے بے تکلف کر دیتی ہے ....

تم سا کوئی ہمدم کوئی دمساز نہیں ہے
ہر وقت ہیں باتیں مگر آواز نہیں ہے

Marfat.com

ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربطِ خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے

مصیبت کو چھپایا جائے :

غور تو کرو کہ مخلوق سے شکوہ کرنے کے کیا معنی ہیں۔ یہی نا! کہ ایک رحیم وکریم ذات کا ایک غیر رحیم وکریم ہستی سے شکوہ کیا جارہا ہے، ایسا شخص کبھی حق تعالیٰ کی اطاعت کی حلاوت اپنے دل میں نہ پائے گا۔ رأسِ صبر یہ ہے کہ مصیبت کو چھپایا جائے ......

ذرا پی کر بہک جانا یہ کم ظرفوں کا شیوہ ہے
جو عالی ظرف ہیں جتنی پئیں وہ کب بہکتے ہیں

حضرت انسؓ سے مرفوعاً منقول ہے کہ ۔ "من کنوزا البر کتمان المصائب و ماصبر من بث" ...... (نیکی کا خزانہ مصائب کے چھپانے میں ہے، جس نے اپنے مصائب کو ظاہر کر دیا، اس نے صبر نہیں کیا) لیکن مصیبت میں یا درد کی حالت میں زبان سے ہائے وائے نکل جائے تو یہ منافی صبر نہیں بشرطیکہ ان سے شکوہ شکایت مقصود نہ ہو اور محض استراحت منظور ہو، کیونکہ کراہنے سے توجہ درد کی طرف سے ہٹ کر اس میں ایک قسم کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ اسی لئے "انین" (نالہ) کی دوسری قسم کے متعلق حکم ہے کہ لا یکرہ و لایقدح فی الصبر یعنی صبر کے منافی نہیں، اور پہلی قسم کو بہ روایتِ امام احمدؒ

قادحِ صبر قرار دیا گیا ہے۔

توافق بالقضاء :

بلا اور مصیبت کے وقت صبر کے معنی یہی ہیں کہ توافق بالقضاء کیا جائے ، گو فطری طور پر درد و حزن ہو رہا ہو اور ہوگا کیسے نہیں یہ تو اقتضائے بشریت ہے۔ انسانِ کامل ، رسول اللہ ﷺ ابراہیم کے انتقال پر فرما رہے تھے "انا بفراقک یا ابراھیم لمحزنون" (تیرے فراق نے اے ابراہیم ہمیں محزون کر رکھا ہے) لیکن عقلی صدمہ نہ ہونا چاہئے یعنی اس مصیبت کے واقعہ کو بے محل اور قبل از وقت خیال نہ کیا جائے ، اس کے ساتھ توافق کیا جائے ، زبان پر ہو ...... ع

ہر چہ آں خسرو کند شیریں بود!

اور دل میں یہ خیال ہو ...... ع جہاں دار داند جہاں داشتن

راحتِ کبریٰ :

اب حکم کے تحت اسبابِ قطعیہ کا استعمال جائز ہے بلکہ ضروری ہے اور انسان کی فطرت ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ بغیر چارۂ کار اختیار کرنے کے خاموش نہیں رہتی۔ اسباب کے استعمال میں نظر اسباب پر نہ ہو، مسبب پر ہو تو اسباب میں اثر پیدا ہوتا ہے۔ علاج کا یہ طریقہ استعمال کیا جائے۔ اس

Marfat.com

کے تمام اجزاء کو سمجھ کر ان کی پابندی کی جائے تو رفتہ رفتہ رضا کا مقام حاصل ہو جاتا ہے، جو راحتِ کبریٰ ہے اور دنیا میں جنتِ عالیہ ہے۔

استعانت کا چوتھا طریقہ :

استعانت کا چوتھا طریقہ حق تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے۔ انسان کی زندگی میں غم بھی ہے اور خوشی بھی، رنج بھی ہے اور راحت بھی، ظلمت بھی ہے اور نور بھی، قنوطیہ نے اپنی کوری عقل سے دنیا کے مبدا ہی کو شر قرار دیا اور بالآخر ہمہ شیطنت **(Pandiabolism)** کے نظریہ کے حامی بن گئے۔ ان کے تجربہ میں یہ دنیا بدترین دنیا ثابت ہوئی، سوائے غم و حزن کے کوئی شئے انہیں حقیقی نظر نہ آئی۔ اس کے برخلاف رجائیہ نے اس دنیا کو بہترین دنیا قرار دیا، غم و الم ان کی رائے میں محض منہ کا ذائقہ بدلنے کے لئے ہیں۔ تضاد سے لذت کی کیفیت میں اشتداد پیدا کرتے ہیں، حقیقی نہیں اعتباری ہیں۔

دنیا کی حقیقت :

لیکن سچ تو یہ ہے کہ اس دنیا میں غم بھی حقیقی ہے اور خوشی بھی حقیقی۔ ان میں سے کسی ایک کو التباس قرار دینا خود کو دھوکے میں مبتلا کرنا ہے۔ حقیقت سے چشم پوشی کرنا ہے۔ اس کی تصدیق ہر شخص اپنے تجربہ سے ہر روز کر رہا

Marfat.com

ہے، وہ نہ بلا کو قائم پاتا ہے نہ نعمت کو، ہر دور سے گذر رہا ہے، خوشی کے احساس کا انکار کرسکتا ہے، نہ غم کے ادراک کا۔ بلا و نعمت کا پایا جانا ان کا محسوس ہونا ہے۔

اسماء باری تعالیٰ :

اور یہیں بار کلے (تصورات کے بانی اٹھارویں صدی مسیحی کا ایک نہایت اور تیز فہم فلسفی ۱۶۸۵ء تا ۱۷۵۳ء نے مادہ کے وجود ہی سے انکار کیا۔ کائنات غیر مادی روحانی شئے ہے اور محض نفوس یا ارواح کی جماعت پر مشتمل ہے) کی بات صحیح معلوم ہوتی ہے کہ موجود ہونا۔ دراصل محسوس ہونا ہی ہے۔ بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے اسماء جلالی بھی ہیں اور جمالی بھی اور یہ ہر وقت مصروفِ عمل ہیں۔ ایک لحظہ کے لئے معطل اور بیکار نہیں۔ خیر و شر، رنج و راحت، لذت والم، نعمت و بلا انہی کی تجلیات کا نتیجہ ہیں اور حقیقی ہیں۔

صبر و شکر کے برکات :

انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ بلا سے نجات چاہتا ہے اور نعمت میں اضافہ، بصیرتِ محمدیہؐ نے دونوں کے لئے قلبی طریقے بتلائے ہیں، بلاؤں میں صبر اور نعمتوں میں شکر، قلبِ انسانی میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیتے ہیں۔ اس کو ایک طرف تو نالہ، فریاد، ماتم، سینہ کوبی، یاس وقنوط سے

Marfat.com

نجات دیتے ہیں اور دوسری طرف کبر، عجب، فخر، غرور، تبختر سے چھڑاتے ہیں، ان سلبی ومضر جذبات سے نجات پا کر وہ قوت، ہمت اور عمل کا مخزن بن جاتا ہے اور اس کے لئے کائنات کی تسخیر آسان ہو جاتی ہے۔ اس کی توانائیاں رائیگاں نہیں جاتیں، صحیح جانب لگ جاتی ہیں، اور وہ ایک نقطہ پر مرکوز ہو کر حیرت انگیز نتائج پیدا کرتی ہیں۔

مصیبت میں ضروری احتیاط :

مصیبت میں صرف اتنی احتیاط ضروری ہے کہ ارادہ بالکل شکستہ نہ ہو جائے، ہمت بالکل ٹوٹ نہ جائے، بلا کا بہادری سے مقابلہ کیا جائے، حواس بجا ہوں یہی چیز صبر سے حاصل ہوتی ہے۔

راحت میں فکری بیداری :

اور نعمت میں خطرہ اس بات کا لگا رہتا ہے کہ وہ حق تعالیٰ کو بھول نہ جائے، جو تمام حسنات ومحامد کا منبع ہیں اور اس طرح اس منبع سے دور نہ ہو جائے اور ظلمتوں میں گرفتار نہ ہو جائے، شکر سے یہ خطرہ رفع ہو جاتا ہے، کیونکہ شکر کی حقیقت یہ ہے کہ نعمت کو حق تعالیٰ کی جانب سے دیکھا جائے، اپنی ذات یا خلق کی طرف اس کی نسبت نہ کی جائے کیونکہ دراصل حق تعالیٰ ہی ضارّ ہیں اور نافع بھی، نفع وضرر انہیں کے دستِ قدرت میں ہیں، گو حواس

Marfat.com

کی نگاہ کو یہی نظر آتا ہے کہ نعمت خلق ہی کے ہاتھ سے پہنچ رہی ہے، لیکن چشمِ بصیرت جانتی ہے کہ یہ محض بمنزلہ اسباب و آلاتِ نعمت ہیں، قاسم، مجری و فاعل و مسبب حق تعالیٰ ہی ہیں "وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ" (النحر: ۵۳) (تمہارے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں سب اللہ کی دی ہوئی ہیں)

نعمت کو شکر کی زنجیروں سے قید کرو:

جب انسان اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھ کر حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے تو وہ اس کی نعمتوں میں اضافہ کرتے ہیں، یہ ان کا قطعی وعدہ ہے، کسی استثنا کی گنجائش نہیں ...... "لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ" (ابراہیم: ۷) (اگر تم شکر کرو تو یقیناً ہم (نعمتوں میں) اضافہ کرتے ہیں) اجابتِ دعا، رزق و غنا، توبہ و مغفرت کا انحصار اپنی مرضی پر رکھا ہے، لیکن شکر کے عوض زیادتی نعمت کا حصول بلاتخلف ہے اسی لئے حضورِ انور ﷺ نے فرمایا "من نزلت الیہ نعمۃٌ فالیشکرھا" ...... جس کسی پر نعمت کا نزول ہو اس کو چاہئے کہ شکر ادا کرے............

سیدِ مرسلاں و مرسلِ راز
داد فرمان بشکر نعمت و ناز
گلِ نعمت برائے ہر کہ شگفت
شکرِ آں روز و شب باید گفت

Marfat.com

اس عظیم الشان صداقت کو جس پر نعمتوں کا بقا منحصر ہے، افصح العرب و العجم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور نفسیاتی طریقے سے ادا فرمایا ہے : "النعمةُ و حشيةٌ قيّدوها بالشكر" (نعمت ایک وحشی جانور ہے، شکر کی زنجیروں سے اس کو باندھ رکھو)

ازدیادِ نعمت میں شکر کا دخل ہے :

نفسیات کا یہ ایک مسلّمہ قانون ہے کہ انسان کو جب نعمت حاصل ہوتی ہے، تو وہ خوش ہوتا ہے، لیکن چند روز بعد یہ نعمت اپنی مانوسیت کی وجہ سے اپنی قدر و قیمت کھو دیتی ہے۔ اب اسمیں کوئی ندرت باقی نہیں رہتی، اس کے وجود سے اس کو کوئی خاص فرق اپنی زندگی میں محسوس نہیں ہوتا، اور باوجود ناز و نعم میں گھرے ہونے کے وہ ضیق اور تنگی محسوس ہوتی ہے، قدرِ نعمت بعد زوال اسی صداقت کا اظہار ہے، علاوہ ازیں احساسِ نعمت کا مفقود ہونا گویا نعمت نہیں زحمت ہے۔ ان حقائق کو سمجھ لینے کے بعد تمہیں معلوم ہوگا کہ ازدیادِ نعمت میں شکر کو کتنا دخل ہے۔

شکر، جالب و حافظِ نعمت ہے :

نعمت کے شعور سے نعمت کا بقا ہے، شعور کا فقدان نعمت کا فقدان ہے۔ اسی لئے احساسِ نعمت کو زندہ رکھنا چاہئے اور یہی چیز شکر سے حاصل ہوتی

Marfat.com

ہے۔ حضرت حسن بصریؒ شکر کو ''جالب'' اور ''حافظ'' کہتے تھے، کیونکہ وہ موجودہ نعمتوں کی ''حافظ'' اور مفقود نعمتوں کی ''جالب'' ہے۔ شکر سے نعمت سلب ونقصان سے محفوظ ہو جاتی ہے اور چونکہ شعور میں نعمتوں کے ادراک کی قوت پیدا ہو جاتی ہے، وہ ان چھوٹی چھوٹی عنایتوں کا بھی مشاہدہ کرنے لگتا ہے، جو اس کے قبل نظر سے پوشیدہ تھیں۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ شکر سے نعمتوں میں قطعی اضافہ ہوتا ہے۔ ''الشاکر یستحق المزید'' (شاکر زیادتی کا مستحق ہے) ایک نفسیاتی صداقت ہے، اسی لیے ہمارے اسوۂ حسنہ کو جب بھی کوئی امر خوشی کا پیش آتا تو شکر الٰہی کی ادائیگی کے لئے سجدہ میں گر جاتے۔ (رواہ احمد)

عجیب انسانی فطرت :

انسان کی کچھ عجیب فطرت ہے۔ نعمتوں کو بہت جلد بھول جاتا ہے اور مصیبتوں کا ہمیشہ شکوہ کرتا رہتا ہے۔ کسی عرب شاعر نے اس پر خوب تہدید کی ہے............

ے

یا ایھا الظالم فی فعلہٖ
والظلم مردود علیٰ من ظلم
الیٰ متیٰ و حتیٰ متیٰ
تشکو المصیبات و تنسی النعم

Marfat.com

(اے اپنے فعل میں ظلم کے روا رکھنے والے! تجھے معلوم ہے کہ ظلم ظالم پر لوٹ کر آتا ہے، کب تک اور کہاں تک تو مصیبتوں کا شکوہ کرتا رہے گا اور نعمتوں کو بھلاتا جائے گا)

نعمتِ رفع اور نعمتِ دفع :

اللہ کریم نے ہم کو بے شمار نعمتیں عنایت فرمائی ہیں۔ ذرا ہمیں اپنی ان نعمتوں پر نظر ڈالنی چاہیئے۔ ہمیں یہ نعمتیں گننا چاہیے، دہرانا چاہیئے، جن کی طرف ہماری نظر جاتی ہی نہیں، ہم کبھی سوچتے ہی نہیں۔ مثلاً پہلے ہم ''نعمتِ نفع'' کو لیتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ ''نعمتِ دفع'' پر بھی نظر ڈالتے ہیں۔ ''نعمتِ نفع'' میں انسان اپنی صحت، عافیت، اعضاء واندام کی درستی، بینائی و شنوائی کی سلامتی اور قد وقامت کی برابری پر نظر کرے۔ صحت وعافیت پر غور کرے، پھر ان لذتوں کا خیال کرے، جو کھانے پینے اور جنسی خواہشات کی تکمیل میں اس کو میسر ہیں، پھر ''نعمتِ دفع'' کے سلسلہ میں غور کرے کہ وہ معذور نہیں، نابینا نہیں، اپاہج نہیں، بہرا نہیں، گونگا نہیں، ہزاروں بیماریوں سے محفوظ ہے۔ دشمنوں اور مخالفین کی شرارتوں سے محفوظ ہے، سب سے بڑھ کر یہ کہ ایمان کی دولت سے مالا مال ہے۔

نعمتِ توفیق اور نعمتِ عصمت :

اور صاحبِ ایمان پھر ان نعمتوں کو ایک نقطۂ نظر سے دیکھ سکتا ہے۔ وہ

Marfat.com

یہ کہ اس کو ''نعمتِ توفیق'' بھی حاصل ہے اور ''نعمتِ عصمت'' بھی۔ نعمتِ توفیق یہ کہ اس کو ایمان، توحید، صدق و استقامت اور صراطِ مستقیم حاصل ہے، نعمتِ عصمت یہ کہ وہ کفر و شرک، نفاق و ارتداد، بدعات، فسق و فجور اور ضلالت و غفلت سے محفوظ رکھا گیا ہے، پھر صاحبِ نظر، صاحبِ بصیرت ان نعمتوں کی تفصیلات اور جزئیات میں جاتا ہے اور فکر و نظر اور تدبر سے کام لیتا ہے۔ ان کی جزاء پر نظر کرتا ہے خدا کی عنایت پر نظر کرتا ہے، اپنی صلاحیت اور استعداد پر غور کرتا ہے، پھر غور کرتا ہے تو سمجھتا ہے کہ مجھے ذاتی طور پر ان نعمتوں پر کوئی حق نہیں، کوئی استحقاق نہیں، امعانِ نظر سے بے اختیار چیخ اٹھتا ہے .... ؎

بے لطفِ تو من قرار نتوانم کرد
احسان تو شمار نتوانم کرد
گر برتن من زبان شود ہر موئے
یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

شکر کی حقیقت :

اللہ پاک کا ارشاد ہے اور کتنا بجا ہے کہ ''وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا'' (النحل:۱۸) (اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرو تو گن نہ سکو گے) اب اس قدر لاتعداد انعام و احسان کا شکر بھلا انسان کیسے ادا کر سکتا ہے۔ اسی

Marfat.com

لئے بزرگ کہتے ہیں کہ ''شکر'' درحقیقت ادائے شکر سے اپنے عجز کا جان لینا ہے، پھر ادائے شکر کے ساتھ ساتھ ایک اور شکر بھی لازم آتا ہے، کیونکہ شکر کی توفیق بھی تو حق تعالیٰ کی جانب سے ہوتی ہے اور یہ توفیق بجائے خود ایک بہت بڑی نعمت ہے، جس کا شکر ضروری قرار پایا، پھر اس شکر کا شکر' پھر اسی شکر پر مزید شکر' اسی سلسلۂ شکر کی نہایت نہیں ہے، اس لئے احسان ومنتِ باری تعالیٰ کا مشاہدہ بجائے خود شکر ہے، ان کی نعمتوں اور احسانات کا اعتراف خود شکر ہے۔ ان کے حصول کے بعد مرضیاتِ حق پر قائم رہنے کی دعا خود شکر ہے، پھر ان سب پر حق تعالیٰ کی حمد و ثنا خود شکر ہے۔

توبہ کے برکات :

بات تو حق تعالیٰ سے استعانت کی چل رہی تھی ۔ استعانت کے دوسرے طریقے بھی اجمالاً عرض کر دیے جاتے ہیں ۔ مسلمان کو چاہئے کہ گناہوں کے صدور پر توجہ کریں، مخلصانہ توبہ ہوگی، اللہ تعالیٰ مغفرت فرما دیں گے اور وہ اپنی مغفرت سے ہماری استعانت فرماتے ہیں۔...... ''انہ کَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا '' (الاسراء:۲۵) وہ رجوع کرنے والوں کو معاف فرماتے ہیں، کس قدر تسکین بخش اور محبت آمیز پیغام ہے۔ '' وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی'' (طٰہٰ:۸۲)

Marfat.com

(اور میں معاف کر دیتا ہوں، جس نے توبہ کی ایمان لایا، نیک عمل کئے اور پھر اس راستہ پر چل پڑا) توبہ اور ندامت سے گناہوں کی سیاہی دلوں سے دھل جاتی ہے، گناہوں سے تنفر پیدا ہو جاتا ہے، نیکیوں سے محبت پیدا ہوتی ہے اور تائب بندہ حق تعالیٰ کا محبوب ہو جاتا ہے۔ ...... ''اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ'' (البقرۃ:۲۲۲) (اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے)

یہ تو پہلے بارہا عرض کیا جا چکا ہے اور قطعی دلائل سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ قوت واثر اصالۃً صرف حق تعالیٰ ہی کے لئے ثابت ہے۔ **لاقوۃ الا باللّٰہ۔**

رجا اور خوفِ خدا :

ہماری خوف ورجا کی نسبت صرف حق تعالیٰ ہی سے قائم ہو جاتی ہے اور اس کے قیام کے ساتھ ہی حق تعالیٰ ہمیں مخلوق سے غنی اور بے نیاز کر دیتے ہیں اور اس غنا کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم اس قاتل جذبہ کے چنگل سے آزاد ہو جاتے ہیں، جس نے سنگ پرستوں کی زندگی کو سکون وطمانیت سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا ہے۔ یہ خوف کا جذبہ ہے، جس نے ان کو سوتے جاگتے ہر وقت پریشان، مضطر وحواس باختہ کر رکھا ہے اور جس کی وجہ سے انہیں ہر کونہ میں ایک دام دکھائی دیتا ہے اور ہر گوشہ میں ایک درندہ۔

Marfat.com

اللہ کے ہر حکم پر راضی رہنا چاہئے :

اگر ہم اس امر میں حق تعالیٰ سے استعانت چاہیں کہ وہ ہمیں یاد رکھیں اور ہم سے راضی رہیں، تو ہمیں چاہئے کہ ہم حق تعالیٰ کو یاد رکھیں اور ان کے ہر حکم وفعل سے راضی ہو جائیں۔ ''فاذکرونی اذکرکم'' ''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا۔ اسی لئے حکم فرمایا کہ اذکرو اللہ ذکرًا کثیرًا۔ اور ہمارے راضی ہو جانے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ہم سے راضی ہو جاتے ہیں۔ رضی اللہ عنہ و رضوا عنہ۔

خلاصۂ بحث :

اوپر جو کچھ ہم نے کہا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مذہب یا دین مشتمل ہے دو اجزاء پر عبادت واستعانت پر۔ ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی قلبی تصدیق اور لسانی اقرار سے ہمارے قلوب سے غیر اللہ کی معبودیت و ربوبیت فنا ہو جاتی ہے۔ اس قلب کی عظمت کا کیا کہنا، جس سے غیر اللہ کی معبودیت و ربوبیت فنا ہو کر اللہ کی ربوبیت و معبودیت متمکن ہوگئی ہے، جس کے الٰہ قطعاً اللہ ہیں یعنی جس کے معبود، جس کے مسجود، جس کے مطلوب، جس کے مقصود قطعاً اللہ ہیں، جس کے ربّ، جس کے مستعان قطعاً اللہ ہیں، اس قلب میں توحید کا جلوہ ہے، ایمان کا نور ہے، وہ نورانی قلب ہے، حق

Marfat.com

تعالیٰ کا محبوب ہے اور حق تعالیٰ اس کے وکیل ہیں، کفیل ہیں، ولی ہیں، نصیر ہیں، حفیظ ہیں اور ہادی ہیں۔

توحید کی حقیقت :

اس ضمن میں چند تعریفات یاد رکھو۔ جیسا کہ تم نے دیکھا ہے۔ ذات اللہ ہی کو الٰہ قرار دینا یعنی معبود و مستعان قرار دینا، زبان سے اقرار اور دل سے اس کی تصدیق کرنا توحید ہے۔ اس اقرار و تصدیق سے قلب سے شرک کا خروج ہوتا ہے اور توحید داخل ہو جاتی ہے، جس ذاتِ پاک نے یہ پیام ہم تک پہنچایا (محمد ﷺ) اس کی رسالت کے اقرار و تصدیق سے دل سے کفر کا خروج ہو جاتا ہے اور ایمان جلوہ افروز ہو جاتا ہے۔ ایمان میں دو چیزیں ہیں اور توحید میں بھی دو چیزیں۔ ایمان میں محمد ﷺ کی رسالت اور صرف اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ کی الوہیت کی تصدیق ہے۔ توحید میں اللہ تعالیٰ کی معبودیت و ربوبیت اور ان کے ماتحت بندہ کی عبادت و استعانت کی تصدیق داخل ہے۔ اس کا زبان سے اقرار اور دل سے انکار یا شک و نفاق ہے۔ اس کی تصدیق کے بعد انکار "ارتداد" ہے۔

بدعت کی نحوست :

یہ مثل شرک کے دین و مذہب کی نفی ہے، بغاوت ہے اور اس لئے

Marfat.com

ناقابلِ معافی اور بدعت بھی بُری بلا ہے۔ یہ دین میں کسی نئی بات کا پیدا کرنا ہے، جو دین کی بات نہیں، اس کو دین سمجھنا ہے۔ غیر شریعت کو شریعت بتلانا افتراء علی اللہ اور ایک گونہ "ادعائے نبوت" ہے۔ بدعتی کو توبہ کم نصیب ہوتی ہے کیونکہ وہ تو اس کو مستحسن سمجھ رہا ہے، پھر توبہ کیوں کریگا۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار"۔

بندگی :

قبل ایمان کفر و شرک سے توبہ لازم ہے، پھر ایمان یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی قلبی تصدیق اور لسانی اقرار جس سے غیر اللہ کی معبودیت اور ربوبیت فنا ہو کر اللہ کی معبودیت و ربوبیت متمکن ہو جائے۔ اب نفاق، ارتداد، بدعت، فسق و فجور سے احتراز ایمان اور عملِ صالح پر استقامت' یہ ہے دین یا بندگی جس کے متعلق عارف روم نے کیا خوب کہا ہے ......

گر تو . خواہی حری و دل زندگی
بندگی کن بندگی کن بندگی
زندگی مقصود بہر بندگی است
زندگی بے بندگی شرمندگی است
جز خضوع و بندگی و اضطرار
اندریں حضرت ندارد اعتبار

Marfat.com

ہر کہ اندر عشق یابد زندگی
کفر باشد پیش او جز بندگی
ذوق باید تا دہد طاعات بر
مغز باید تا دہد دانہ شجر

قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓ اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ مَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔

(یوسف: ع ۱۲، آیت: ۱۰۸)

Marfat.com

القاسم اکیڈمی کی تازہ ترین پیش کش

اماں جی مرحومہ ومغفورہ

تحریر!

مولانا عبدالقیوم حقانی

مولانا عبدالقیوم حقانی کی سحر انگیز قلم سے ایک حیرت انگیز، روح پرور اور ایمان افروز داستانِ عبرت جسے پڑھ کر پتھر دل نرم اور آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ ایک ایسی داستان، جو سبق آموزی میں سب کے لئے یکساں ہے۔ چار رنگہ کمپیوٹرائزڈ خوبصورت ٹائٹل، شاندار طباعت، مضبوط جلد بندی اور نفیس کاغذ میں چھپ کر منظر عام پر آ گئی ہے۔ خواہشمند حضرات القاسم اکیڈمی سے طلب کر سکتے ہیں۔

صفحات : 135 .... قیمت : 75روپے

القاسم اکیڈمی ' جامعہ ابوھریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان

Marfat.com

القاسم اکیڈمی کی ایک اور عظیم تاریخی پیشکش

معروف سکالر، عظیم داعی، مفسّرِ قرآن، شارحِ حدیث

حضرت العلامہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینیؒ کے علمی و دینی مکتوبات کا مجموعہ

کشکولِ معرفت

(مکمل)

تالیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

علم و عمل، دین و دنیا، مسنون وظائف، مفید کتابوں کا تعارف، مغربی سیاست کی مضرت، دینی سیاست کی ضرورت، تصوف و سلوک اور شریعت و طریقت کی جامعیت کا دلچسپ مرقع

صفحات : 458 .... قیمت : -/180 روپے

القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان

Marfat.com

القاسم اکیڈمی کی تازہ، عظیم اور شاہکار علمی پیش کش

شرح شمائل ترمذی

(تین جلد مکمل)

ایک نادر تحفہ

تصنیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

ایک عظیم خوشخبری

حدیث کی جلیل القدر کتاب شمائل ترمذی کی سہل و دلنشین تشریح، سلجھی ہوئی سلیس تحریر، اکابر علماءِ دیوبند کے طرز پر تفصیلی درسی شرح، لغوی تحقیق اور مستند حوالہ جات، متعلقہ موضوع پر ٹھوس دلائل و تفصیل، رواۃِ حدیث کا مستند تذکرہ، متنازعہ مسائل پر تحقیق اور قولِ فیصل، معرکۃ الآراء مباحث پر جامع کلام، علماءِ دیوبند کے مسلک و مزاج کے عین مطابق، جمالِ محمد ﷺ کا محدثانہ منظر، نہایت تحقیقی تعلیقات اور اضافے، اردو زبان میں پہلی بار منصۂ شہود پر ...... جدید ایڈیشن میں تمام حوالہ جات اور عربی عبارات کا بھی اردو ترجمہ کر دیا گیا ہے۔

صفحات : 1608 .... ریگزین ...... قیمت : 750 روپے

القاسم اکیڈمی ' جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد، ضلع نوشہرہ سرحد پاکستان

Marfat.com

القاسم اکیڈمی کی ایک تاریخی پیشکش

سوانح شیخ الاسلام

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

تالیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

☆ سلسلۂ نسب، ابتدائی تعلیم، اساتذہ اور دلچسپ واقعات ☆ احترامِ اساتذہ، شیخ الہندؒ سے عشق و محبت اور دورانِ اسارت خدمت و مصاحبت ☆ شیخ الہندؒ کا جانشین ☆ سیرت و کردار، اخلاص و للّٰہیت، جود و سخا، بے نیازی و استغناء اور جامعیّت ☆ اندازِ تدریس، درسِ حدیث سے عشق و انہماک، طلبہ پر شفقت و محبت، محدثانہ جلالتِ قدر اور بعض درسی افادات ☆ خوفِ خدا، تقویٰ، ایثار و توکل، اعلیٰ اخلاقی اقدار، خدمتِ خلق اور مہمان نوازی ☆ انابت و عبادت، نماز سے محبت اور شوقِ تلاوت ☆ حضور اقدس ﷺ سے عشق و محبت، اطاعت، اتباعِ سنت اور استقامت ☆ سادگی و بے نفسی، صبر و تحمل، عفو و کرم اور تواضع و خاکساری ☆ احسان و تصوّف اور سلوک و معرفت میں عظمتِ مقام، مرجعیت، محبوبیت اور فنائیت ☆ وعظ و خطابت، ارشادات و ملفوظات اور ایمان افروز باتیں ☆ رویائے صالحہ اور کرامات ☆ ذوقِ شعر و ادب اور پسندیدہ اشعار ☆ مکتوبات ☆ لطائف و ظرائف ☆ حضرت مدنیؒ کا سفر آخرت ☆ خوانِ یغما ...... اور اس جیسے دیگر دلچسپ واقعات کا حسین مرقع۔

صفحات : 272 .... قیمت : 120 روپے

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد، ضلع نوشہرہ صوبہ سرحد پاکستان

Marfat.com

القاسم اکیڈمی کی تازہ ترین عظیم علمی اور فقہی پیش کش

اِسلامی آدابِ زندگی

تحریر ! محمد منصور الزمان صدیقی

پیشِ لفظ ! مولانا عبدالقیوم حقانی

قرآنی تعلیمات، احادیثِ نبوی، عبادات، معاملات، اعمال کے فضائل، بلندیٔ اخلاق وخصائل، محبت واطاعتِ رسول، محرمات سے اجتناب، منہیات کی نشان دہی، فرقِ باطلہ کا تعاقب، ردِّ بدعات، دعوتِ سنت واتحادِ امت، خدمتِ انسانیت ...... الغرض زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی کے ہدایات سے معمور، مہد سے لحد تک اہم ضروری مسائل واحکام، سلیس اور بامحاورہ زبان میں ایک مطالعاتی معلم اور محسن کتاب، اپنے موضوعات کے تنوع، تفہیم وتسہیل، افادیت اور تعلیم وتربیت کے حوالے سے ایک لاجواب کتاب۔

صفحات : 938 .... ریگزین .... قیمت : 350

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ

Marfat.com

Marfat.com

مولانا عبدالقیوم حقانی کی تصنیفات

Marfat.com